# رہنمائے دین

## معالم الدين

(دروس ميسرة في أصول الدين)


تالیف:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن داخل المطیری

ترجمہ:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

# تفصیلاتِ کتاب


❋ کتاب: رہنمائے دین

❋ تالیف: فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن داخل المطیری

❋ ترجمہ: سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

❋ سن اشاعت: ۱۴۴۱ھ-۲۰۱۹ء

❋ صفحات: ۱۳۶



کتاب کے جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں، مؤلف کی تحریری اجازت کے بعد مفت تقسیم کے لئے کتاب شائع کی جاسکتی ہے۔

**MD. SANAULLAH SADIQUE TAIMI**
Assistant Professor.
Al-Imam Mohammad Bin Saud University
(&) Simultaneous Interpreter At Masjid-e-Haram

محمد ثناء الله صادق التيمي
الأستاذ المساعد بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية
والمترجم الفوري بالمسجد الحرام، بمكة المكرمة


التاريخ: ٢٠/٦/١٤٤٤هـ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين.

وبعد:

فقد اطلعت على ترجمة الكتاب القيم "**معالم الدين**" لفضيلة الشيخ عبد العزيز بن داخل المطيري /حفظه الله ورعاه، التي قام بها الباحث الفاضل سيف الرحمن حفظ الرحمن باللغة الأردية، وقد سبق له أن ترجم عدة كتب من العربية إلى الأردية وطبع بعضها ونشر بين المسلمين من أهل اللغة، وقد أتيح لي أن أقارن هذه الترجمة مع أصل الكتاب فوجدتها تتوافق مع الأصل إلا في بعض المواضع القليلة التي تم تعديلها أثناء المراجعة، والترجمة سلسلة واضحة تفي بمراد المؤلف، يستفيد بها القارئ بالأردية استفادة تامة بإذن الله تعالى.

وأخيراً أسأل الله تعالى أن يكتب للمؤلف والمترجم جزاء موفورا و للكتاب قبولاً عاماً.

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

ثناء الله صادق التيمي

الأستاذ المساعد بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

والمترجم الفوري بالمسجد الحرام


Mobile No. +٩٦٦ ٥٠٤٦٤٥٦٤٨, E-mail: sagartaimi@gmail.com

**MD. SANAULLAH SADIQUE TAIMI**
Assistant Professor.
Al-Imam Mohammad Bin Saud University
(&) Simultaneous Interpreter At Masjid-e-Haram

محمد ثناء الله صادق التيمي
الأستاذ المساعد بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية
والمترجم الفوري بالمسجد الحرام، بمكة المكرمة

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين.

وبعد:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن داخل المطیری حفظہ اللہ کی کتاب "معالم الدین" کا اردو ترجمہ اصل عربی کے ساتھ دیکھنے کا موقع ملا۔ ترجمہ فاضل نوجوان سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی نے کیا ہے۔ اس سے قبل بھی وہ کئی عربی کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھال چکے ہیں۔ ان کے ترجموں میں اصل کی رعایت کے ساتھ زبان کی سطح پر سلاست اور روانی پائی جاتی ہے، یوں نہ وہ اصل عبارت سے دور جاتے ہیں اور نہ ترجمہ ترسیل وابلاغ میں کسی قسم کی رکاوٹ سے دوچار ہوتا ہے۔ ترجمہ کا حسن بھی یہی ہے کہ اصل عبارت کا مفہوم ہی ادا ہو اور ترجمہ ذاتی تخلیق کی رفعت کو بھی پہنچ جائے۔

معالم الدین کے ترجمہ میں بھی یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ اردو قارئین بغیر کسی رکاوٹ کے اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے، انہیں کہیں ترجمہ پن کا احساس نہیں ہوگا۔

میں مترجم کو اس اچھی کاوش پر مبارکباد دیتا ہوں اور مصنف ومترجم کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس عمل کو مفید اور ان دونوں کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

ثناء الله صادق التيمي
الأستاذ المساعد بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية
والمترجم الفوري بالمسجد الحرام

Mobile No. +٩٦٦ ٥٠٤٦٤٥٦٤٨, E-mail: sagartaimi@gmail.com

# مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه، ونعوذبالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالناومن يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، وأشـهد أن محمداً عبده ورسوله، أمابعد :

بندے کو سب سے پہلے ایسا علم سیکھنا چاہیے جس کے ذریعے اس کا دین درست ہو سکے، اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کے دردناک عذاب سے وہ بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عظیم فضل سے اپنے دامن مراد کو بھر سکے۔

اصولِ دین کی وضاحت کے لئے میں نے اس کتاب میں آسان اسباق جمع کر دیئے ہیں۔ تاکہ ایک طالب علم دین کی بنیادی باتوں کو جان لے اور اسے معلوم ہو سکے کہ کن کن باتوں کو ماننے سے بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ تاکہ اسے اسلام کی فضیلت اور خوبیوں کا بھی پتہ چل جائے، کفر کی سنگینی اور برائی کا بھی اسے علم ہو جائے اور اسے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کون کون سے کام بندے کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں یا اس کے لئے نقصاندہ ثابت ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ خود بھی ان سے اجتناب کرے اور دوسروں کو بھی خبردار کر سکے۔

میں نے ان دروس میں صرف اہم ترین مسائل کو بیان کیا ہے اور اصولِ دین کے انہی مسائل کو ترجیح دی ہے جن کو جاننا اور ان پر عمل کرنا اولین واجبات میں سے ہے۔ تاکہ ابتدائی طالب علم اس کتاب کو اپنی بنیاد بنالے، بڑے طالب علموں کے لئے یاددہانی ہو اور اساتذہ کے لئے زادراہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول فرمالے۔ اس میں برکت ڈال دے اور اسے لوگوں کے لئے مفید بنادے۔

## شہادتین کا معنیٰ و مفہوم

**شہادتین سے مراد ہے:** اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ یعنی معبود برحق نہیں، اوراس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہی دونوں شہادتیں دین اسلام کی بنیاد اور اسلام کا پہلا رکن ہیں۔ انہی کے ذریعے بندہ دینِ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ جو شخص ان دونوں "شہادتوں" کا اقرار نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پرہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنااور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ بندہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ شہادتین کو جانے، ان کے معنیٰ سے واقف ہو اور ان کے احکام کو سمجھے۔

جب نبی اکرم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو داعی اور معلم بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا:

تم اہلِ کتاب کی قوم کے پاس جارہے ہو، تم انہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینا، اگر وہ تمہاری یہ بات مان جائیں، تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ (مسلم بروایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یوں ہیں: **فليكن أول ما تدعوهم إلىٰ أن يوحدوا الله۔**

یعنی: سب سے پہلے تم انہیں اس بات کی طرف دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرلیں۔

اسی کی تفصیل حدیث جبریل علیہ السلام کے نام سے معروف لمبی حدیث میں بھی آئی ہے۔ جس میں حضرتِ جبریل علیہ السلام نے آپ سے دین کے مراتب کے بارے میں دریافت کیا تھا، یعنی اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: هذا جبريل أتاكم يعلمكم دينكم ۔یعنی: یہ جبریل تھے جو تمہیں دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

دینی احکام میں سب سے پہلے وہ باتیں سیکھنی ضروری ہیں جن کا ذکر حدیثِ جبریل میں آیا ہے۔ دین کے مراتب میں سب سے پہلا مرتبہ اسلام کا ہے اور ارکانِ اسلام میں سب سے پہلا رکن شہادتین ہے۔

☆☆☆☆☆☆

**پہلا درس:**

## لا الہ الا اللہ کا معنیٰ ومفہوم

لا الہ الا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ الہ اس ذات کو کہتے ہیں جس کی عملاً عبادت کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کسی کی بھی عبادت کی جاتی ہو، اس کی عبادت باطل ہے۔ اور جس کسی نے غیر اللہ کی عبادت کی وہ مشرک اور کافر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿١١٧﴾﴾ [سورة المؤمنون: ١١٧].

ترجمہ: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی بھی عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ نبی مرسل کی، نہ مقرب فرشتے کی، نہ کسی نیک ولی کی، نہ کسی درخت و پتھر کی، اور نہ ہی کسی دیگر چیز کی۔ اس لئے کہ عبادت ایک اللہ کا حق ہے اور اسی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پیدا کیا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾﴾ [سورة الذاريات: ٥٦].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾﴾ [سورة الإخلاص: ١].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾﴾ [سورة البقرة: ١٦٣].

ترجمہ: اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ هُوَ ٱلۡحَيُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ﴾ [سورة غافر: ٦٥].

ترجمہ: وہ زندہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔

یہی توحید کا معنٰی ہے۔ یعنی صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، چنانچہ ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

لا الہ الا اللہ پر مبنی اسی دعوتِ توحید کی خاطر اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ ٢٥﴾ [سورة الأنبياء: ٢٥].

ترجمہ: تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ ٣٦﴾ [سورة النحل: ٣٦].

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں (جھوٹے خدائوں) سے بچو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ہمارے سامنے سابقہ رسولوں کے اپنی قوموں کے ساتھ (گذرنے والے) حالات بیان کر دیئے ہیں۔ اور بتا دیا ہے کہ تمام کے تمام انبیاء ورسل (علیہم الصلاۃ والسلام) کی پہلی دعوت، توحیدِ باری تعالیٰ کی طرف تھی۔ نیز یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ جن لوگوں نے رسولوں کی بات مان لی ان کا انجام کس قدر اچھا تھا۔ ساتھ ہی ان لوگوں کا انجام بھی بتا دیا جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور رب کی نازل کردہ دلیل کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾﴾ [سورة الأعراف: ٥٩].

ترجمہ: ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾﴾ [سورة الأعراف: ٦٥].

ترجمہ: اور ہم نے قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔

نیز فرمایا: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ﴿٧٣﴾﴾ [سورة الأعراف: ٧٣].

ترجمہ: اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔

نیز فرمایا: ﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ ﴿٨٥﴾﴾ [سورة الأعراف: ٨٥].

ترجمہ: اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔

نیز فرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾﴾ [سورة الزخرف: ٢٦-٢٧].

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے ہدایت بھی دے گا۔

نیز فرمایا: ﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِى قَالُوا۟ نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِۦمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾﴾ [سورة البقرة: ١٣٣].

ترجمہ: کیا (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی، اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحق (علیہ السلام) کے معبود کی، جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔

اور حضرت یوسف (علیہ السلام) نے پوچھا: ﴿ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾﴾ [سورة يوسف: ٣٩].

ترجمہ: کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقت ور؟۔

اسی اسلوب پر نبی اکرم ﷺ نے تمام جہان والوں کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلۡ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ فَهَلۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿١٠٨﴾﴾ [سورة الأنبياء:۱۰۷-۱۰۸].

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے، کہہ دیجئے! میرے پاس تو بس وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے تو کیا تم بھی اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی دعوت کی ابتداء مکہ مکرمہ میں اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلا کر کی تھی۔ انہیں اس بات کی دعوت دی کہ وہ (لا الہ الا اللہ) کا اقرار کریں اور بتوں کی عبادت سے بچ جائیں۔ (جواب میں) ان کی اکثریت نے تکبر کا مظاہرہ کیا اور کلمہ توحید کو ماننے سے انکار کیا، ان کے حال کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ﴿إِنَّهُمۡ كَانُوٓاْ إِذَا قِيلَ لَهُمۡ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسۡتَكۡبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓاْ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٖ مَّجۡنُونِۭ ﴿٣٦﴾﴾ [سورة الصافات:۳۵-۳۶].

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا توڑ ان الفاظ سے کیا:

﴿بَلۡ جَآءَ بِٱلۡحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ﴿٣٧﴾﴾ [سورة الصافات:۳۷].

ترجمہ: (نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا دین) لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں۔

کلمۂ توحید ہی کلمہ حق ہے۔ نبی ﷺ سے پہلے نبیوں نے بھی اسی کلمہ کی طرف دعوت دی تھی اور یہی ہمارے رسول کی دعوت ہے۔

کفارِ قریش کو خوب معلوم تھا کہ دعوتِ توحید کا واضح معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام چیزوں کی عبادت چھوڑ دی جائے۔ کیونکہ شرک سے بچے بغیر توحید مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہی لا الہ الا اللہ کا معنیٰ ہے۔

حضرتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أمرت أن أقاتل الناس حتىٰ يقولوا (لا الہ الا اللہ) فمن قال (لا الہ الا اللہ) عصم مني مالہ ونفسہ إلا بحقہ وحسابہ علىٰ اللہ۔ (بخاری ومسلم)

یعنی: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ (لا الہ الا اللہ) کے اقراری نہ ہو جائیں، چنانچہ جس نے (لا الہ الا اللہ) کہہ دیا اس نے اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا، البتہ اسے کسی حق کی وجہ سے لیا جا سکتا ہے، اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وقت کے) بادشاہوں کے نام خطوط روانہ کئے تو انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ان الفاظ میں خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحيم من محمد رسول اللہ إلىٰ هرقل عظيم الروم ، سلام علىٰ من اتبع الهدىٰ، أما بعد : فإني أدعوک بدعاية الاسلام، أسلم تسلم، وأسلم يؤتک اللہ أجرک مرتين، فإن توليت فإن عليک إثم الاريسيين"

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے۔ جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام ہو، اما بعد: میں تمہیں اسلام کی طرف بلا رہا ہوں، اسلام قبول کر لو سلامتی میں رہو گے۔ اسلام میں آجاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم اسلام سے منہ پھیرو گے تو تمہاری قوم کا گناہ بھی تمہارے سر ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تحریر فرمائی: ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ

وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ [سورۃ آل عمران:۶۴].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ (بخاری و مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کا خط روانہ فرمایا فارس (ایران) کے بادشاہ کسری کے نام، قبطیوں کے بادشاہ مقوقس کے نام، حبشہ کے بادشاہ کے نام، عمان میں الجلندی کے دونوں بیٹوں جیفر اور عیاذ کے نام، یمامہ میں ہودہ بن علی کے نام، علاقہ ہجر میں المنذر بن ساوی کے نام، اور ابن ابی شمر الغسانی کے نام۔ اور یہی حضرات آپ کے زمانے میں بادشاہ کہلاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر بادشاہ کے نام خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ (مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں یہ ہدایت دی کہ: إنک تقدم علی قوم من أهل الكتاب فليكن أول ما تدعوهم إلیٰ أن يوحدوا الله ۔

یعنی: تم اہل کتاب کی قوم کی طرف جارہے ہو، سب سے پہلے تم انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دینا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی قلعہ اسلام کی چابی ہے۔ اس کے بغیر انسان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی بندہ ایسا کام کرے جو اس توحید کے منافی ہو تو وہ کافر و مشرک ہے اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرکے پوچھا: يا معاذ أتدري ما حق الله علىٰ العباد؟(تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے ؟) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:حق الله علىٰ العباد ان يعبدوه و لا يشركوا به شيئا ۔(بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔) پھر آپ نے پوچھا: يا معاذ أتدري ما حق العباد علىٰ الله إذا فعلوا ذلك ؟۔(اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ بندے جب یہ حق پورا کردیں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق بنتا ہے ؟)۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:حق العباد علىٰ الله إذا فعلوا ذلك أن لا يعذبهم(جب بندے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کردیں تو اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ انہیں سزا نہ دے)(بخاری و مسلم)

جب بندہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے، تو در حقیقت وہ اس بات کی گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس چیز کی بھی عبادت ہو رہی ہے وہ سب باطل ہے اور اپنے بارے میں گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتا اور ساری کی ساری اطاعت صرف اللہ کے لئے ہے۔

اسی چیز کا نام اسلام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلۡ إِنِّي نُهِيتُ أَنۡ أَعۡبُدَ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَمَّا جَآءَنِيَ ٱلۡبَيِّنَٰتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرۡتُ أَنۡ أُسۡلِمَ لِرَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٦٦ ﴾ [سورة غافر:٦٦].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو، اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابعِ فرمان ہو جاؤں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ ۝٥﴾ [سورۃ البینۃ:۵].

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم کے دین پر۔ اور نماز کو قائم رکھیں اور زکاۃ دیتے رہیں۔ یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿فَٱدۡعُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ ۝١٤﴾ [سورۃ غافر:۱۴].

ترجمہ: تم اللہ کو پکارتے رہو، اس کے لئے دین کو خالص کر کے۔ گو کافر بُرا مانیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِن كُنتُمۡ فِي شَكّٖ مِّن دِينِي فَلَآ أَعۡبُدُ ٱلَّذِينَ تَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِنۡ أَعۡبُدُ ٱللَّهَ ٱلَّذِي يَتَوَفَّىٰكُمۡۖ وَأُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ۝١٠٤ وَأَنۡ أَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفٗا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ۝١٠٥ وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَۖ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝١٠٦﴾ [سورۃ یونس:۱۰۴-۱۰۶].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینا اور کبھی مشرکوں میں سے نہ

ہونا۔ اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ پھر اگر ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

**پہلے سبق کا خلاصہ:**

☆ لا الٰہ الا اللہ کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں۔

☆ شرک سے بچے بغیر توحید ثابت ہی نہیں ہو سکتی۔

☆ جس مقصد کی خاطر ہم سب (جنات اور انسان) کو پیدا کیا گیا ہے وہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا ہے۔

☆ جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی وہ مشرک و کافر ہے۔

☆ ہر نبی اور رسول نے اپنی قوم کو توحید پر ایمان لانے اور شرک سے بچنے کی دعوت دی۔

☆ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی بنیاد بھی توحید ہی پر تھی، سب سے پہلے آپ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، وقت کے بادشاہوں کے نام خط لکھے تو انہیں توحید کی طرف بلایا، اپنے ساتھیوں (صحابہ کرام) کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو سب سے پہلے توحید کی طرف بلائیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جو حق ہے وہ توحید ہے۔

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، بھلے وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہے۔

دوسرا درس:

## محمد رسول اللہ کی گواہی کا معنیٰ ومفہوم

محمد رسول اللہ کی گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا، جنہوں نے ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور اس کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کی پرستش سے باز آنے کا حکم دیا اور احکام دین کی وضاحت وتشریح فرمائی۔

آپ ﷺ پر ایمان لانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس بات پر بھی ایمان لایا جائے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور استحقاقِ عبادت میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کی تعریف ومدح میں غلو کیا جائے کہ ہم آپ کو ان صفات سے موصوف کر بیٹھیں جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہیں: لا تطروني كما أطرت النصارى ابن مريم فإنما أنا عبده فقولوا عبد الله ورسوله ۔(بخاری)

یعنی: تم میرے مقام میں اس طرح کا مبالغہ مت کرو جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام میں مبالغہ کیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ چنانچہ تم یوں کہو کہ: اللہ کا بندہ اور رسول۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی دینے سے تین عظیم کام لازم ہو جاتے ہیں:

(۱) آپ سے محبت، بلکہ ہم سب پر واجب ہے کہ آپ کی محبت کو اپنی جان، اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد سے بھی مقدم (آگے) رکھیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس أجمعين ۔(بخاری و مسلم)۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(۲) غیب اور دوسرے معاملات کی جو بھی آپ خبر دیں اس کی تصدیق کرنا، چنانچہ جو بات بھی صحیح روایت کے ساتھ معلوم ہو وہی حق ہے اور وہی سچ ہے۔

(۳) آپ کی اطاعت کرنا، اس کی شکل یہ ہے کہ آپ کے ہر حکم پر عمل کیا جائے، اور آپ نے جس چیز سے روکا ہو اس سے باز آیا جائے۔

محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا دین کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ بلکہ انسان اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ آپ کی رسالت کی گواہی نہ دے۔ جب کوئی بندہ ایسا کام کرلے جو اس شہادت کے منافی ہو تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ وہ کافر اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔

**شہادتِ رسالت کے منافی کام:**

(۱) نبی اکرم ﷺ سے بغض وعداوت رکھنا، آپ کو برا بھلا کہنا، آپ کی ذات کا، یا آپ جو دین لے کر آئے ہیں، اس کا مذاق اڑانا۔ جو ایسی حرکتیں کرے وہ رسول کا منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ [سورة النساء: ٦٥].

ترجمہ: قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مؤمن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

(۲) آپ ﷺ کو جھٹلانا اور آپ کی سچائی میں شک کرنا، اس لئے کہ جو شخص جھٹلاتا ہے یا شک کرتا ہے وہ تصدیق کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔ اور جو شخص آپ کی تصدیق نہیں کرتا وہ کسی شکل میں آپ پر ایمان لانے والا نہیں بن سکتا۔

(۳) رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے منہ موڑ لینا، یا تو یہ سمجھنا کہ آپ کی اطاعت اس پر واجب ہی نہیں، یا اس سے بالکل منہ موڑ کر زندگی گذارنا۔ نہ تو آپ کے احکام کی پرواہ کرنا ،اور نہ ہی جن چیزوں سے آپ نے روکا ہے ان سے باز آنا۔

ہاں البتہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے، اور اس سے کچھ ایسے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں جو اسلام اور ایمان کے منافی نہیں ہوتے، تو یہ ایک گناہ گار مسلمان ہے، اس کے گناہوں کی وجہ سے ہم اسے کافر نہیں کہہ سکتے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں درگذر اور مغفرت کے امیدوار ہیں، اور گناہوں کی وجہ اس کے حق میں سخت عذاب کا بھی اندیشہ ہے۔

جو کوئی محمد رسول اللہ کی گواہی کے منافی کام کرے، وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔ بھلے منہ سے آپ کی گواہی کا اقرار کرتا رہے، اس کا حال تو ان منافقوں جیسا ہے جن کے بارے قرآن حکیم ان الفاظ میں گواہی دے رہا ہے:

﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَكَٰذِبُونَ ﴿١﴾﴾ [سورة المنافقون: ١].

ترجمہ: تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔

چنانچہ کسی بندے کی گواہی اس وقت تک سچی نہیں مانی جاسکتی، جب تک کہ وہ اس کے تقاضے پورے نہ کرے، یعنی محبت، تصدیق اور اطاعت والے تقاضے۔

رسالت کی گواہی بس ایک جملے کا نام نہیں، جو منہ سے نکال دیا اور بس، بلکہ یہ تو مسلمان کا دستورِ زندگی ہے اور اسی کے اردگرد اس کا عمل گھومتا ہے، اور اسی پر عمل کرنا اس کی خوش قسمتی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب تک کہ وہ عمل خالصاً اللہ کی رضا کے لئے اور آپ ﷺ کی سنت کے عین مطابق نہ ہو۔

لا الہ الا اللہ کی گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ نیکی میں اخلاص وللّٰہیت ہونی چاہیے اور محمد رسول اللہ کی گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اتباع اور تابع داری ہونی چاہیے۔

کوئی بندہ اس وقت تک ہدایت کا تابع دار نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص اور سنتِ رسول اللہ کا تابع دار نہ ہو۔ ہر وہ عمل جو سنتِ رسول اللہ کے مطابق نہ ہو وہ باطل اور نا قابلِ قبول ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد۔ (مسلم بروایت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا)

یعنی: جس کسی نے (دین میں کوئی) ایسا کام کیا جس پر ہمارا فرمان نہیں تھا، تو وہ نا قابلِ قبول ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے خطبے میں یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے: اما بعد! فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد، وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة۔ (مسلم)

یعنی: سب سے اچھا کلام کتاب الٰہی ہے، اور سب سے اچھی رہنمائی محمد ﷺ کی رہنمائی ہے اور سب سے برا کام (دین میں) نئی (چیز) ایجاد کرنا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت پر عمل کرنے والا بھی اللہ کے رسول ﷺ کا نافرمان اور آپ کی ہدایت سے منہ موڑنے والا ہوتا ہے اور اپنی بدعت پرستی کی وجہ سے گمراہ ہوتا ہے۔ بدعت کی دو قسم ہے:

☆ کفریہ بدعت۔

☆ فسق میں مبتلا کرنے والی بدعت۔

**کفریہ بدعت:** جو ایسے کام پر مشتمل ہو جو اسلام کے منافی ہے، مثلا: غیر اللہ کی عبادت کرنا، اللہ اور اس کے رسول کی بات کو غلط کہنا یا کوئی دوسرا منافی اسلام کام کرنا۔ ایسی بدعت پر عمل کرنے والا کافر اور دین سے خارج ہے۔ مثلاً بعض (گمراہ) فرقے کہتے ہیں کہ قرآنِ حکیم (نعوذ باللہ) ناقص ہے یا اس میں تحریف ہو گئی ہے۔ اور بعض (گمراہ) فرقوں کا ایمان ہے کہ ان کے پیر یا مرشد علمِ غیب جانتے ہیں۔

**فسق میں مبتلا کرنے والی بدعت:** اس سے مراد ایسے (غلط) کام ہیں جو اسلام کے منافی نہیں ہوتے، مثلاً: کسی مکان یا وقت کو عبادت کے لئے مخصوص کر لینا، جس کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے، جیسے کہ میلاد النبی منانا وغیرہ۔

آپ ﷺ کی ہدایت ہی سب سے اچھی ہدایت ہے۔ بندہ اسی قدر باکمال و بامراد ہوتا ہے جس قدر وہ نبوی طریقہ کار کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ جس قدر بندہ کی اتباع میں حسن و نکھار پایا جائے گا اسی قدر اس کو ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اسی اعتبار سے اس کا حال اور انجام بھی قابلِ احترام ہو گا۔ مشکلات اور گناہوں سے بچا رہے گا۔ نیز آپ ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کے نتیجے میں آنے والے گناہوں کی سزا سے بھی محفوظ رہے گا۔

اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ہر حکم بندے کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حکم ہے اور آپ نے ہر غلط اور نقصان دہ کام سے روکا ہے۔ اور یہ بات بھی طے ہے کہ جنت کا راستہ مشکلات سے گھرا ہوا ہے اور جہنم کا راستہ شہوتوں والا راستہ ہے۔ چنانچہ جو آدمی رسول اللہ ﷺ کی سچائی پر یقین رکھتا ہے وہ آپ کی سنت کی پیروی کرے گا اور حرام شہوتوں سے بچا رہے گا۔ بھلے اس کے نفس کو یہ شہوتیں کتنی ہی دل پسند ہوں۔ نیز وہ مشکلات پر صبر کرے گا اس لئے کہ اسے انجام کا علم ہے۔ اس طرح وہ دردناک عذاب سے بچ جائے گا اور عظیم ثواب کا حقدار ٹھہرے گا۔

البتہ جو آدمی نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی سے منہ موڑ لے اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہوئے ہر حرام کام کر گزرے تو لازمی بات ہے کہ اسے اپنے دین اور دنیا میں گناہوں کی سزا بھگتنی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ [سورة النور: ٦٣].

ترجمہ: سنو جو لوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

چنانچہ گناہ کرنا دین میں آزمائش کی طرف لے جاتا ہے اور بندہ ثابت قدم نہیں رہ پاتا، اس طرح وہ گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کی پاداش میں اسے دنیا میں ہی سزا مل جاتی ہے یا پھر قبر اور آخرت میں سزا کا حقدار بنتا ہے۔

البتہ نبی اکرم ﷺ کی ہدایات اور رہنمائی کی پیروی کرنے والا امن وسکون اور اطمینان کی زندگی گزارتا ہے۔ نہ اسے کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ غم، وہ نہ تو گمراہ ہوتا ہے اور نہ بدبخت، اس لئے کہ وہ ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں دنیا اور آخرت میں ہر قسم کے خوف، غم، گمراہی اور بدبختی سے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيرٗا مِّمَّا كُنتُمۡ تُخۡفُونَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَيَعۡفُواْ عَن كَثِيرٖۚ قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ ﴿١٥﴾ يَهۡدِي بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضۡوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِهِۦ وَيَهۡدِيهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ﴿١٦﴾ ﴾[سورۃ المائدۃ:۱۵-۱۶].

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے در گزر کرتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آ چکی ہے۔ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے در پے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی ذمہ داری لگائی کہ وہ رسالت کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائے، چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم کیا تھا آپ نے اسی طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ ۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغۡ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ مِن رَّبِّكَۖ ﴾[سورۃ المائدۃ:۶۷].

ترجمہ: اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر آپ کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے:

﴿ قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُم مَّا حُمِّلۡتُمۡۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُواْۚ وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُ ٱلۡمُبِينُ ﴿٥٤﴾ ﴾[سورۃ النور:۵۴].

ترجمہ: کہہ دیجئے! اللہ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی ماتحتی کرو۔ سنو رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

رسول ﷺ کو رسالت کی تبلیغ کی ذمہ داری سونپی گئی تو اللہ کی مشیت کے مطابق آپ نے اس ذمہ داری کو ادا کیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر عظیم اجتماع کے اندر آپ نے لوگوں سے دریافت کیا: ألا هل بلغت؟ (کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: اللهم اشهد۔ (اے اللہ تو گواہ رہنا)۔

ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے رسالت کی ذمہ داری کو ادا کر دیا، امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی کی اور مرتے دم تک اللہ کی راہ میں دلجمعی کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔

اب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ظاہری اور باطنی ہر شکل میں اتباع کی امانت سونپی گئی ہے، چنانچہ جس شخص نے اس امانت کو پوری طرح ادا کر دیا وہ فلاح پا گیا اور (آگ سے) نجات پا گیا۔ اور عظیم ثواب کا حق دار ٹھہرا۔ البتہ جس نے امانت میں خیانت کی اس نے عظیم گھاٹے کا سودا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَخُونُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓاْ أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾﴾ [سورۃ الأنفال:۲۷].

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت مت کرو اور اپنی قابلِ حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو۔

## تیسرا درس:

### اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

دین کے اصولوں میں سے ایک اصول اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے سر نہیں جھکا دیتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب ہے۔ یہ بات بھی طے ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ لازماً اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی رحمت اور عظیم فضل سے سرفراز ہو گا اور دردناک عذاب سے محفوظ ہو گا۔ جس نے نافرمانی کی اور منہ پھیرا وہ بہت بڑے گھاٹے سے دوچار ہو گا اور اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی اور سزا کے لئے پیش کرے گا۔ جس نے یہ گمان کر لیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے آزاد ہونا اس کے لئے جائز ہے تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾﴾ [سورة الأحزاب:٣٦]. ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مؤمن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا۟ أَعْمَٰلَكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ [سورۃ محمد:۳۳].

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت مت کرو۔

نیز فرمایا: ﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾﴾ [سورة آل عمران:۱۳۲]

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَٰلِدٗا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٞ مُّهِينٞ ﴿١٤﴾﴾ [سورۃ النساء:۱۳-۱۴].

ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقٗا ﴿٦٩﴾ ذَٰلِكَ ٱلۡفَضۡلُ مِنَ ٱللَّهِۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ عَلِيمٗا ﴿٧٠﴾﴾ [سورۃ النساء:۶۹-۷۰].

ترجمہ: اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾ [سورۃ الأحزاب:۷۱].

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا، اس نے بڑی مراد پالی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَإِنَّ لَهُۥ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ﴿٢٣﴾ ﴾ [سورۃ الجن:۲۳].

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اس کے لئے جہنم کی آگ ہے، جس میں ہمیشہ رہے گا۔

نیز فرمایا:﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ﴾ [سورۃ النساء:۸۰].

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی، بالیقین اس نے اللہ کی اطاعت کرلی۔

اور فرمایا:﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ﴾ [سورۃ الحشر:۷].

ترجمہ: اور جو کچھ تم کو رسول دے، لے لو اور جس کام سے روکے، رک جاؤ۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب اور فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس کے لئے دنیا اور آخرت میں عظیم فضل ہے۔ اور جو اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اطاعت نام ہے احکام کی پیروی کرنے اور ممنوعہ چیزوں سے رک جانے کا، اور یہی دین کی بنیاد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرکے اور ممنوعہ چیزوں سے رک کر اللہ کی بندگی بجالانے کا۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو ہمارے لئے آسان بنایا ہے اور صرف انہی باتوں کا حکم دیا جو ہم کرسکتے ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ ﴾ [سورۃ التغابن:۱۶].

ترجمہ: جس حد تک ہوسکتا ہے اللہ سے ڈرتے رہو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [سورۃ البقرۃ:۲۸۶].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دیتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [سورۃ الحج:۷۸].

ترجمہ: اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إن هذا الدين يسر ،ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه۔(بخاری)

یعنی: یہ دین تو آسان ہے اور جو کوئی اس میں سختی پیدا کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مانهيتكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتكم به فأتوا منه مااستطعتم۔(متفق علیہ)

جس چیز سے میں تم کو روک دوں اس سے باز آجاؤ اور جس کام کا حکم دوں اس کو طاقت بھر کرلو۔

اللہ اور اس کے رسول کے احکام تین درجوں کے ہوتے ہیں:

**پہلا درجہ:** جن احکام پر عمل کرنے سے اسلام پر انسان کے باقی رہنے کا انحصار ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے توحید باری تعالی کو مانے، طاغوت (باطل معبودوں) کا انکار کرے اور اسلام کے منافی کاموں سے بچے۔

جو شخص اس مقام پر احکام شریعت کی مخالفت کرے تو ایسا شخص یا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہا ہے یا پھر کسی منافی اسلام کام کا ارتکاب کر رہا ہے۔ مثلاً: اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانا یا اللہ کے دین کے کسی حکم کا مذاق (ٹھٹھا) اڑانا یا کوئی اور اس قسم کا منافی اسلام کام کرنا۔ ایسا شخص کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔

**دوسرا درجہ:** ایسے کام کرنا جن کے ذریعے بندہ عذاب سے بچ جائے، اس سے مراد واجبات کو ادا کرنا اور حرام کاموں سے بچنا ہے۔ جو بندہ اس درجے کے احکام کو پورا کر دے گا وہ باذن اللہ

عذاب سے بچ جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کی وجہ سے اس کے لئے عظیم ثواب کا وعدہ ہے۔ اور یہ اللہ کے متقی بندوں کا مقام ہے۔

**تیسرا درجہ:** فرائض اور مستحبات کو ادا کرنا، حرام اور مکروہ (شرعا ناپسندیدہ) کاموں سے باز رہنا۔ اور یہ بندوں کے حق میں کمال والا درجہ ہے۔ ایسے بندے اہل احسان کہلاتے ہیں۔ جن سے اونچے درجات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے طلبگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے اور نعمتِ اسلام کو پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ﴾ [سورۃ المائدۃ:۳].

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

چنانچہ اسلام مکمل دین ہے، شریعت کے احکام زندگی کے ہر شعبے کو شامل ہیں۔ اس میں کوئی کمی نہیں، نہ اختلاف ہے اور نہ تضاد۔ بلکہ یہ شریعت مکمل، وسیع، اور آسان ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ کے لئے موزوں ہے۔ نیز بندوں کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والی ہے۔

چنانچہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لے، وہ زندگی کے ہر معاملے میں بالکل صحیح راہ پا لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ يَهۡدِي لِلَّتِي هِيَ أَقۡوَمُ﴾ [سورۃ الإسراء:۹].

ترجمہ: یقیناً یہ قرآن وہ راستہ سکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔

کسی بندے کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی کر کے اور اس کی کتاب سے ہٹ کر صحیح راہ پا سکے۔

نیز آپ نے فرمایا:إنّ أحسن الهدى هدى محمد۔(بلاشبہ سب سے اچھی ہدایت محمد کی لائی ہوئی ہدایت ہے۔)

چنانچہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت سے بہتر کوئی ہدایت نہیں، اور یہ ممکن ہی نہیں کہ بندہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت کو چھوڑ کر صحیح راہ پا سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بندے کا کمال، اس کی سعادت، اس کی نجات اور ہدایت میں اس کا مقام آپ ﷺ کی اتباع کے اعتبار سے طے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَـٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ ﴾ [سورۃ الأعراف:۱۵۸].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے، سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم (سیدھی) راہ پر آجاؤ۔

ثابت ہوا کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی وہ ہدایت پا گیا۔ اور جس نے نافرمانی کی وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ﴾ [سورۃ النساء:۱۱۵].

ترجمہ: اور جو شخص باوجود راہِ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کی مخالفت کرے اور تمام مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے، جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

چنانچہ جو کوئی کسی بھی کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، وہ نافرمانی کی وجہ سے فاسق ہے۔ اور اس کام میں راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ بھلے اس کا خیال ہو کہ وہ کسی فائدے کو حاصل کرنے یا نقصان سے بچنے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ کیونکہ اللہ کی نافرمانی کے ذریعے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نا اللہ کو ناراض کر کے کسی نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔

جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا حکم دیا اور اسے خوبصورت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا، وہ شیطان ہے۔ چاہے وہ جنوں میں سے شیطان ہو یا انسانوں میں سے۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔(مسند احمد و مسلم)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔

جو کوئی بھی اللہ کی نافرمانی کا حکم دے اس پر یہ بات لاگو ہو جائے گی، خواہ معاملہ عقیدے کا ہو یا عبادات کا یا معاملات کا یا زندگی کے دوسرے کاموں کا۔

جو کوئی بدعت کی دعوت دے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر کسی دوسرے کی طرف بلائے وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسۡتَقِيمٗا فَٱتَّبِعُوهُۖ وَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَن سَبِيلِهِۦۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ١٥٣﴾ [سورة الأنعام:۱۵۳].

ترجمہ: اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے۔ سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔

چوتھا درس:

## توحید کی فضیلت

**توحید کا مفہوم:** توحید کا معنیٰ یہ ہے کہ اطاعت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، اور یہ کام بندے کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہے۔لا الٰہ الا اللہ کی گواہی کا معنیٰ بھی یہی ہے اور جو شخص اللہ کی توحید کو (دل سے) نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بھلے وہ اسلام کا دعویٰ کرے اور زبان سے کلمہ بھی پڑھتا رہے۔اس کا زبانی اقرار اس وقت تک معتبر نہیں ہے جب تک کہ وہ اس کے تقاضوں پر عمل نہ کرے، اپنی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر لے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے بچ جائے، ساتھ ہی شرک اور مشرکوں سے اپنی لاتعلقی کا بھی اعلان کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:۲۵۶].

ترجمہ: دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے۔اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے ناجائز معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے (سہارے) کو تھام لیا۔ جو کبھی نہ ٹوٹے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَٱلَّذِينَ ٱجۡتَنَبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ أَن يَعۡبُدُوهَا وَأَنَابُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰۚ فَبَشِّرۡ عِبَادِ ﴿١٧﴾﴾ [سورۃ الزمر:۱۷].

ترجمہ: اور جن لوگوں نے طاغوت (ناجائز معبودوں) کی عبادت سے پرہیز کیا اور (ہمہ تن) اللہ کی طرف متوجہ رہے، وہ خوشخبری کے مستحق ہیں، میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ ﴾ [سورة النحل:۳۶].

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

(۱) توحید کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ توحید دینِ اسلام کی بنیاد ہے۔ چنانچہ کوئی بندہ اس وقت تک اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ توحید کو نہ مان لے۔ توحید کو ماننے والے کا ثواب سب سے زیادہ عظیم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہو جاتی ہے، آگ سے نجات پا جاتا ہے، جنت میں داخلے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ اَحَد يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلّاالله، وَاَنَّ مُحَمَّدًارَسُوْلُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِہِ اِلَّاحَرَّمَہُ الله عَلَى النَّارِ۔(بخاری)

یعنی: جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ شَهِدَ اَنْ لَااِلٰه اِلَّاالله وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَه،وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه،وَاَنَّ عِيسٰى عَبْدُالله وَرَسُوْلُه وَكَلِمَتُه اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيم وَرُوْح مِنْه،وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقّ، وَالنَّارَحَقّ، اَدْخَلَه الله الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ(متفق علیہ)

ترجمہ: جو شخص گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرتِ مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا تھا اور روح اللہ ہیں اور یہ کہ

جنت حق ہے، جہنم حق ہے، بھلے اس کا عمل کیسا بھی رہا ہو، اللہ تعالیٰ (بالآخر) اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

چنانچہ موحد مؤمن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا، بھلے اس نے کتنے ہی گناہ کئے ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا اور اس سے در گذر کرے گا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کی سزا دنیا میں دے یا قبر میں یا قیامت کے میدان میں دے یا پھر اسے (وقتی طور پر) جہنم میں ڈال دے، بالآخر اسے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جنت میں ہی جانا ہے۔

مشرک کا انجام تو یہ ہے کہ اسے سب سے زیادہ سخت سزا ملے گی، اللہ اس پر ناراض ہو گا، اس پر شدید غضبناک ہو گا، وہ جنت سے محروم ہو کر ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے بھی محروم رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾ [سورۃ المائدۃ:۷۲].

ترجمہ: یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے، اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا۟ ٱلْجَحِيمِ ﴿١٦﴾﴾ [سورۃ المطففین:۱۵-۱۶].

ترجمہ: ہر گز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔ پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اور نہ ہی مشرکوں سے در گذر کرتا ہے، اگر وہ حالتِ شرک پر مر جائیں اور توبہ بھی نہ کریں، تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾﴾ [سورة النساء:١١٦].

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ قطعا نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جاپڑا۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يدْعُوْ مِنْ دُوْن الله نِدّا دخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أنَا:مَنْ مَاتَ وَهوَ لاَ يدْعو لله نِداًّ دخَلَ الجَنَّةَ۔(بخاری)

جو شخص مر گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی پکارتا ہے وہ آگ میں گیا۔ اور میں (عبد اللہ بن مسعود) کہتا ہوں کہ: جو شخص مر گیا اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں گیا۔

شرک کا معنیٰ یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی عبادت میں شریک کرے۔ اس طرح تو اس کو عبادت میں اللہ کا حصہ دار بنالے اور جس کسی نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بنایا اس کے تمام عمل برباد ہو گئے اور وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ٱللَّهَ فَٱعْبُدْ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٦٦﴾﴾ [سورة الزمر:٦٥-٦٦].

ترجمہ: یقینا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ توحید کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ (بندے کو) اس سزا سے نجات مل جائے گی، جو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

(۲) توحید کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ نیک اعمال کی قبولیت کی شرط ہے۔ کیونکہ مشرک کے تمام اعمال مردود اور بے کار ہیں۔ اور دین اسلام کے علاوہ تمام ادیان بھی باطل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾ [سورۃ آل عمران:۸۵].

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝٨٨﴾ [سورۃ الأنعام:۸۸].

ترجمہ: اور اگر (بالفرض ہمارے یہ جلیل القدر انبیاء ورسل) بھی شرک کرتے، تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ۝٢٣﴾ [سورۃ الفرقان:۲۳].

ترجمہ: اور انہوں نے جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔

چنانچہ مشرک کا عمل بے کار، مردود اور ناقابلِ قبول ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ اور توحید پرست مؤمن کا عمل مقبول ہے بھلے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔

(۳) توحید کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ موحد مؤمن اپنے دل میں سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اس لئے کہ توحید پرست مؤمن ایک ایسے رب کو پکارتا ہے جو کہ سننے والا، دیکھنے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے، بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، ساری کائنات اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے ہاتھ میں نفع و نقصان کا اختیار ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کا حق دار نہیں، چنانچہ مؤحد بندہ اسی ذات کی عبادت کرتا ہے، اسی پر توکل کرتا ہے، اسی کی رحمت کا طلب گار ہوتا ہے، اسی کے عذاب سے ڈرتا ہے، اسی کی رضا مندی کے پیچھے چلتا ہے، اسی کے فضل و رحمت کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس طرح اس کا دل اللہ کے ذکر سے مطمئن رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سہارے وہ بے نیاز رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے وہ معزز بنتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، نہ اسے کوئی خوف ہوتا ہے نہ غم، نہ تو (دنیا میں) گمراہ ہوتا ہے اور نہ آخرت میں نامراد ہوتا ہے۔

البتہ مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان دے سکتی ہیں اور نہ فائدہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن خداؤں کو پکارتا ہے اس کا دل انہی میں حیران و پریشان ہچکولے کھا رہا ہوتا ہے اور یہ تمام مصنوعی خدا اس کی عبادت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾﴾ [سورة یوسف:۳۹].

ترجمہ: کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقت ور۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشَٰكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾﴾ [سورة الزمر:۲۹].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہاہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں، اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَٰفِلُونَ ۝٥ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُواْ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُواْ بِعِبَادَتِهِمْ كَٰفِرِينَ ۝٦ ﴾ [سورۃ الأحقاف:٥-٦].

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں، بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ اُن سب کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمْ يَلْبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ۝٨٢﴾ [سورۃ الأنعام:٨٢].

ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی: ﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝١٣﴾ [سورۃ لقمان:١٣].

ترجمہ: بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

(٤) توحید کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ توحید بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بندے کو بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں: مثلاً: گناہوں کی بخشش، پریشانیوں سے نجات، نیکیوں میں کئی گنا اضافہ، درجات کی بلندی، مشکلات اور نقصان دہ

چیزوں سے حفاظت، دشمنوں کی سازشوں سے حفاظت، پریشانیوں اور غموں سے چھٹکارا، نعمتوں اور برکتوں کا حصول، سزاؤں اور برے انجام سے تحفظ، شیطان اور نفس کی غلامی اور مخلوق کی بندگی سے آزادی، ایمان کی مٹھاس اوراخلاص کی لذت، اللہ کی ملاقات کا شوق، اندھیروں سے نکل کر روشنی کا سفر، نتیجتاً بندہ شرک کی تاریکیوں سے نکل کر توحید کے نور میں آجاتا ہے، گناہوں کی ذلت سے نکل کر اطاعت کی عزت میں آجاتا ہے، جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر علم کے نور تک پہنچ جاتا ہے، شک کی حیرانگیوں سے نکل کر یقین کی ٹھنڈک میں پہنچ جاتا ہے اور گمراہیوں کے بہت سارے راستوں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے تک پہنچ جاتا ہے۔

**فصل:** مسلمان بھی توحید میں درجات کے اعتبار سے آپس میں بہت زیادہ مختلف ہوتے ہیں، بندہ جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص ہو گا توحید میں اسی قدر اس کا مقام اونچا ہو گا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی، اس کی دوستی، اس کے فضل ورحمت اور برکتوں میں اس کا حصہ بڑھ جائے گا، اور دنیا وآخرت میں اسے عظیم ثواب ملے گا۔

جس قدر اس کے اندر توحید کا اخلاص ہو گا اسی قدر وہ شیطان کے غلبے اور ایذاءرسانی سے بچا رہے گا۔ شیطان نے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ ضرور بنی آدم کو راہ راست سے بہکائے گا۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اس طرح بیان فرمائی ہے:﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ إِلَّا مَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾﴾ [سورۃ الحجر:۳۹-۴۲].

ترجمہ: (شیطان نے کہا:) کہ اے میرے رب! چونکہ تونے مجھے اغوا کیا ہے، مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے گناہوں کو خوبصورت بنا کر پیش کروں گا اوران سب کو بہکاؤں گا

بھی۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہی مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے۔ میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں، لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ إِنَّهُۥ لَيْسَ لَهُۥ سُلْطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾ إِنَّمَا سُلْطَٰنُهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُۥ وَٱلَّذِينَ هُم بِهِۦ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾﴾ [سورۃ النحل:۹۸-۱۰۰].

ترجمہ: قرآن پڑھنے کے وقت راندھے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ ایمان والوں پر، اور اپنے رب پر بھروسہ کرنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا۔ ہاں البتہ اس کا زور اُن پر تو یقیناً ہے، جو اسی سے رفاقت کریں اور اسے اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔

جو شخص توحید میں مقامِ احسان تک پہنچ گیا اور اسے شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر سے پاک کرلیا اور اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی جیسے (سر کی آنکھوں) سے اسے دیکھ رہا ہو، وہ بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جنت میں اونچے درجات سے سرفراز ہو گا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے طلبگار اور امیدوار ہیں۔

## پانچواں درس:

### دین اسلام کا معنیٰ ومفہوم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ ﴾ [سورۃ آل عمران:۱۹].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں دین اسلام ہی (مقبول) ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينٗا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ٨٥ ﴾ [سورۃ آل عمران:۸۵].

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہو گا۔

نیز ارشاد باری ہے: ﴿ فَإِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ فَلَهُۥٓ أَسۡلِمُواْۗ وَبَشِّرِ ٱلۡمُخۡبِتِينَ ٣٤ ﴾ [سورۃ الحج:۳۴].

ترجمہ: سمجھ لو کہ تم سب کا معبودِ برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابعِ فرمان ہو جاؤ۔ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَنۡ أَحۡسَنُ دِينٗا مِّمَّنۡ أَسۡلَمَ وَجۡهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحۡسِنٞ ﴾ [سورۃ النساء:۱۲۵].

ترجمہ: باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار۔

اسلام کا معنیٰ: یہ ہے کہ اطاعت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کے احکام وفرامین کی تابعداری ہو، اور اسلام نام ہے عقیدے اور شریعت کا چنانچہ عقیدہ کی بنیاد ہمیشہ صحیح علم پر ہوتی ہے۔ ہر بندے پر واجب ہے کہ احکامِ شریعت کی پیروی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ ۝٥﴾ [سورة البينة:٥].

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

چنانچہ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دو کاموں کو اکٹھا نہ کر لے:

**پہلا کام:** دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا، چنانچہ اللہ کی توحید کو مانے اور شرک سے دور رہے۔

**دوسرا کام:** اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، اس کے حکم کو بجالائے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے بچا رہے۔

چنانچہ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو مان لیا اور اس کے حکم کی تابعداری کر لی وہی مسلمان ہے۔

(اس قاعدے کو سمجھنے سے) آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ شرک کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس نے دین کو (اطاعت کو) اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر کرنے والا بھی مسلمان نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت و پیروی سے منہ موڑے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَّن يَسۡتَنكِفَ ٱلۡمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبۡدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ ٱلۡمُقَرَّبُونَۚ وَمَن يَسۡتَنكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَيَسۡتَكۡبِرۡ فَسَيَحۡشُرُهُمۡ إِلَيۡهِ جَمِيعًا ۝١٧٢ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمۡ أُجُورَهُمۡ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضۡلِهِۦۖ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسۡتَنكَفُواْ وَٱسۡتَكۡبَرُواْ فَيُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝١٧٣﴾ [سورة النساء:١٧٢-١٧٣].

ترجمہ: مسیح (علیہ السلام) کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ وعار یا تکبر وانکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو۔ اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر وانکار کرے، اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور شائستہ اعمال کئے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے ننگ وعار اور انکار کیا، انہیں المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لئے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی، اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔

**فصل:** اخلاص اور اطاعت میں مختلف درجات کی وجہ سے مسلمان حسنِ اسلام میں بھی مختلف درجات پر ہوتے ہیں، چنانچہ تمام مسلمان (عمل کے لحاظ سے) دین کے تین درجات پر ہوتے ہیں، جن کو نبی اکرم ﷺ نے تفصیل سے بیان فرمادیا ہے۔ اس بات کا تذکرہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مروی لمبی حدیث میں موجود ہے۔ اور یہ تینوں درجے اس طرح ہیں:

(۱) مرتبہ اسلام۔

(۲) مرتبہ ایمان۔

(۳) مرتبہ احسان۔

ان تمام مرتبوں میں سب سے افضل مرتبہ احسان کا ہے، پھر مرتبہ ایمان، پھر مرتبہ اسلام، چنانچہ ہر مؤمن مسلمان تو ہے، البتہ ہر مسلمان مؤمن نہیں ہوتا۔

اسلام کی بنیاد پانچ کاموں پر ہے، بخاری ومسلم میں مروی حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بني الِاسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شهادةِ أن لاالـهَ الله وان مُحمَّداًرسولُ اللهِ، واقامِ الصلاةِ، وايتاءِ الزكاةِ، وحَجِّ البيتِ، وصَوْمِ رَمَضان۔

اسلام کی بنیاد پانچ کاموں پر ہے: (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکاۃ ادا کرنا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رأسُ الأمرِ الاسلامُ، وعَمودُهُ الصلاةُ، وذِرْوةُ سَنامِہ الجِہادُ فی سبیلِ اللهِ۔ (مسند احمد بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ)

معاملے کی بنیاد اسلام ہے، اس کا بڑا استون نماز ہے، اور چوٹی کا کام اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

**فصل:** اہلِ ایمان بھی ایمان کے معاملے میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ کچھ لوگوں کا ایمان دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان نام ہے دل سے تصدیق کرنے، زبان سے اقرار کرنے، اعضاءِ جسم سے عمل کرنے کا اور ایمان گھٹتا بڑھتا بھی رہتا ہے۔

تصدیق میں بندے کا مقام جس قدر اونچا اور اس کا قول و عمل جتنا زیادہ بہتر ہو گا، اس کا ایمان بھی اسی قدر عظیم ہو گا۔

جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے پھر جب توبہ اور اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

بندہ کمالِ ایمان کو بھی پہنچ سکتا ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے مروی حدیث میں یوں ارشاد فرمایا: مَن أحَبَّ للهِ، وأبْغَضَ للهِ، وأعْطَى للهِ، ومَنَعَ للهِ، فقَدِاستَكْمَلَ الایمانَ۔ (سنن ابو داود)

جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی، اور اللہ کے لئے دشمنی کی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا، اور اللہ کی خاطر روکا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا اللہ سے محبت کرنے سے زیادہ عام ہے۔ اس میں ہر اس چیز کی محبت شامل ہو جائے گی جس کو بندہ اللہ کی خاطر پسند کرتا ہے، خواہ وہ افراد ہوں، اعمال ہوں، اقوال ہوں، حالات و مقاصد ہوں، اخلاق، مکان، زمان یا کوئی اور چیز ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کا معاملہ ہے، یہ مال عطا کرنے کے مقابلے میں زیادہ عام ہے۔ بلکہ وہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو دی جا سکتی ہے۔ مثلاً: مال، جاہ، علم، محنت، اور وقت وغیرہ اور یہی صورتِ حال منع کرنے اور روکنے کے ساتھ ہے۔

چنانچہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے، اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی دشمنی ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیتا ہو، اسی کی رضا کے لئے منع کرتا ہو، وہ کامل ایمان والا مؤمن ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے طلبگار ہیں۔

**فصل:** ایمان کی چھ بنیادیں ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

اَلاِیْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِوَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔

یعنی: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر اور یہ کہ تو ایمان لائے اچھی بری تقدیر پر۔

یہ ایمان کی بنیادیں ہیں، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ان باتوں پر ایمان لائے۔ جس کسی نے کسی ایک بنیاد کو بھی ماننے سے انکار کر دیا وہ کافر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ایمان کی بھی بہت ساری شاخیں ہیں جو ان بنیادوں سے نکلتی ہیں جس طرح ایک درخت سے بہت ساری شاخیں نکلتی ہیں۔ بندہ جس قدر ایمان کی خصلتوں کو اپنا لے گا، اس کا ایمان بھی اس قدر زیادہ اور مضبوط ہو گا۔ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایمان کے ستر یا ساٹھ سے زیادہ شعبے ہیں ان میں سے سب سے افضل شعبہ لااِلٰہَ اِلا اللّٰہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے"۔

چنانچہ ایمان کے شعبوں سے مراد اس کی خصلتیں اور اجزاء ہیں، ان میں سے کچھ کاموں کا تعلق دل سے ہے، کچھ کا زبان سے ہے اور کچھ کا عمل سے ہے۔ آپ ﷺ نے ہر قسم میں سے ایک

مثال بیان کر دی ہے۔ مثلاً: لا اِلٰہَ اِلا اللہ کہنا زبان کا قول ہے۔ تکلیف دہ چیز ہٹانا ایک عمل ہے، اور حیا کرنا دل کا عمل ہے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ ایمان والے کام کرتا ہو اور ساتھ ساتھ اس کے اندر نفاق والے کام بھی پائے جاتے ہوں، اس کے نفاق والے کام شمار ہوتے رہیں گے جب تک وہ انہیں چھوڑ نہ دے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :((أَرْبَع مَن كُنَّ فيه كانَ مُنافِقاًخَالِصاً، ومَن كانتْ فيه خَصْلَة منهنَّ كانت فيه خَصْلَة من النِّفاقِ حتى يَدَعَها؛اذا اؤتُمِنَ خانَ، واذاحدَّث كَذَب، واذاعاهَدَغَدَر، واذاخاصَمَ فَجَرَ))۔(متفق علیہ)

یعنی: چار کام جس شخص میں پائے جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان میں سے ایک کام پایا گیا تو وہ ایک کام نفاق کا کام شمار ہو گا، جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ (اور وہ چار کام یہ ہیں) جب امانت سونپی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔

**فصل:** احسان کی حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

الإحسانُ أن تَعْبُدَ اللهَ كأنَّكَ تَرَاهُ، فإنْ لم تَكُنْ تَرَاهُ فإنَّه يَرَاكَ

یعنی: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس کیفیت کے ساتھ عبادت کرے گویا کہ تو اسے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، اگر اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تو یہ دھیان ضرور رہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہمیں آزما کر دیکھ لے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے خود بیان کر دی ہے کہ ہماری پیدائش کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ ہمیں آزمائے کہ کون اچھے کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ

وَٱلۡأَرۡضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ وَكَانَ عَرۡشُهُۥ عَلَى ٱلۡمَآءِ لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلٗاۗ ﴾ [سورة هود:۷].

ترجمہ: اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے؟۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلۡمَوۡتَ وَٱلۡحَيَوٰةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلٗاۚ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡغَفُورُ ۝٢﴾ [سورة الملک:۲].

ترجمہ: جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (احسن عملا) سے مراد ہے کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے عین مطابق ہو۔

اور صرف وہی عمل بہتر کہلا سکتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی پیروی بندے کو انتہا پسندی اور کوتاہی سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس موقع پر یہ جان لو کہ شرک وبدعت اور انتہا پسندی وکوتاہی یہ سب مرتبہ احسان کو ختم کر دیتے ہیں کیونکہ مشرک غلط راہ پر چلنے والا ہے اور یہی کام بدعتی، انتہا پسند اور کوتاہی کرنے والا کرتا ہے۔

**احسان کے دو درجات ہیں:**

**واجبی احسان:** یہ ہے کہ واجبی عبادات کو اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ادا کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی انتہا پسندی اور کوتاہی نہ کی جائے۔

**مستحب احسان:** یہ ہے کہ نفل کاموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے اور عبادات کے آداب اور مستحبات کا خیال رکھا جائے، مکروہ اور مشتبہ کاموں سے بچا جائے چنانچہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ سر کی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا ہے، حسب امکان عبادات کی ادائیگی احسن ترین طریقے سے کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی جان پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالے جس کو اٹھانے کی اس میں طاقت نہ ہو اور ان عبادات کو ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے جن کو وہ بآسانی ادا کر سکتا ہو، یہ عبادات اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر سکتی ہیں۔

ہر عبادت میں احسان کا اپنا انداز ہو گا البتہ اس کی بنیاد ایک ہی ہے، وہ یہ کہ بھرپور طریقے سے اللہ تعالیٰ کے تئیں اخلاص ہو اور اس عبادت میں خوبصورتی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہو۔

☆ چنانچہ وضو میں احسان یہ ہے کہ پوری طرح تمام اعضاء تک پانی پہنچایا جائے، اس کے فرائض اور آداب کو مکمل طریقے سے ادا کیا جائے، اور دھونے میں مقررہ حد سے آگے نہ بڑھا جائے۔

☆ نماز میں احسان یہ ہے کہ اسے اہتمام کے ساتھ ادا کیا جائے، اول وقت میں خشوع اور اطمینان کے ساتھ پڑھا جائے، دل (اللہ تعالیٰ کے سامنے) حاضر ہو۔ زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کرے، پھر بندہ نماز کے فرائض اور سنن کو اس طرح ادا کرے گویا کہ اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

☆ زکاۃ اور صدقہ میں احسان یہ ہے کہ جو بھی خرچ کرے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے، اس کی رحمت کا طلبگار بنے، اس کے عذاب سے ڈرے اور جس کے ساتھ احسان کر رہا ہو اس سے کسی قسم کے شکریے یا بدلے کی امید نہ رکھے اور نہ ہی خرچ کرنے کے بعد احسان جتائے اور نہ تکلیف دے اور کوشش کرے کہ اچھا مال ہی صدقے میں خرچ کرے، ردی مال خرچ نہ کرے، اور نہ ایسا مال خرچ کرے جسے طبیعت ناپسند کرتی ہو۔ نہ ہی صدقہ کرنے میں

دیر کرے اور نہ اس کی وصولی میں محتاج کے لئے تنگی بنائے۔نہ ہی اس پر اپنی بڑائی کا اظہار کرے،نہ خرچ کے ذریعے اپنانام بنانے کی کوشش کرے اور نہ ہی دکھلاوا کرے۔

تمام عبادات اور معاملات میں مذکورہ بالا اصولوں کا خیال رکھے۔بندے کے حق میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ جس قدر ہوسکے احسان کے طریقے پر چلے۔اور اس معاملے میں نبی اکرم ﷺ کے طریقے کی پیروی کرے۔

جو شخص احسان کے طریقے پر چلنا چاہتا ہے، اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلبگار بھی بنتا ہے، پختہ امید ہے کہ اسے راہ احسان پر چلنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے:((انَّمَا العِلْمُ بالتَّعلُّمِ و الحِلْمُ بالتَّحلُّم، ومَن يَتَحَرَّ الخيرَ يُعْطَہ، ومَن يَتَوقَّ الشَّرَّ يُوقَہ))۔

یعنی: علم حاصل کرنے سے ملتا ہے، اور حلم پیدا کرنے کے لئے صبر کرنا پڑتا ہے، جو شخص بھلائی کو تلاش کرے اسے مل جاتی ہے۔اور جو شخص برائی سے بچنا چاہے وہ بچ جاتا ہے۔

احسان کے دروازے بہت زیادہ ہیں، صحیح مسلم میں شداد بن اوس بن ثابت رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:اِنَّ اللهَ كَتَبَ الاِحْسَانَ عَلى كلِّ شيئٍ؛ فاذا قَتَلْتُم فاحسِنوا القِتْلَةَ، واذا ذَبَحْتُم فأَحْسِنوا الذِّبْحةَ، وَلْيُحدَّ احدُكمُ شَفْرَتَہُ وَلْيُرِحْ ذَبيحَتَہ۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں احسان (اچھے اسلوب) کو مقرر کیا ہے، جب تم قتل کرو تب بھی اچھے اسلوب سے قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو، تم اپنی چھری کو تیز کر لو، اس طرح اپنے جانور کو آرام پہنچاؤ۔

معلوم ہوا کہ احسان ہر کام میں لازمی ہے۔البتہ احسان کا طریقہ ہر کام میں اس کے حالات کے مطابق ہوگا۔نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث کے اندر ذبح کرنے میں بھی احسان کا طریقہ بتا دیا

ہے۔ چنانچہ جو شخص آپ کی تعلیم کی نافرمانی کرے اور چھری کو تیز نہ کرے اور اپنے جانور کو آرام نہ دے وہ ذبح کے معاملے میں احسان کرنے والا نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دین میں فقاہت (سمجھ داری) کی کتنی اہمیت ہے۔ اسی اصول پر چل کر احسان کا طلبگار عبادات و معاملات میں نبی اکرم ﷺ کے طریقے کو جان سکتا ہے۔ پھر وہ وضو، نماز، صدقہ، روزہ، حج، جہاد، خرید و فروخت، کھانے پینے، سونے، نکاح کرنے، مل جل کر رہنے، دوسروں کے ساتھ اچھائی کرنے اور مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کے نبوی طریقے سے واقف ہو جائے گا۔ اسی اصول پر تمام معاملات کو قیاس کر سکتے ہیں۔

یہ بات بھی طے ہے کہ بندہ مرتبہ احسان کو قطعاً نہیں پا سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ اسی لئے مقرر کر دیا گیا ہے کہ بندہ ہر نماز کے بعد یہ دعاء پڑھے: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ۔(اللہ میری مدد فرما تیرے ذکر و شکر اور اچھے انداز میں عبادت کرنے میں۔)

چنانچہ بندے کو ہمیشہ اور بار بار اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے تا کہ وہ احسان کے اصولوں پر چل سکے۔

**چھٹا درس:**

## عبادت کا معنی ومفہوم

لغت میں عبادت: خشوع وخضوع اور تواضع وانکساری کی اس قسم کو کہتے ہیں جس میں محبت اور تعظیم شامل ہوں، بالفاظ دیگر ہر وہ عمل جس کے ذریعہ معبود کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ عبادت ہے۔

اسی لئے شریعت کی اصطلاح میں عبادت وہ جامع اسم ہے جس میں ہر وہ ظاہری وباطنی اور قولی وفعلی عمل شامل ہے جو اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہو۔

عبادت دل، زبان اور اعضاء وجوارح سے ادا کی جاتی ہے، اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے کہ تمام تر عبادتوں کو صرف اسی کے لئے خالص کیا جائے جو یکتا وتنہا ہے اور اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اللہ فرماتا ہے: ﴿ هُوَ ٱلۡحَيُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۗ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ [سورة غافر: ٦٥].

ترجمہ: وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو، تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿ قُلۡ إِنِّيٓ أُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ أَوَّلَ مَنۡ أَسۡلَمَۖ ﴾ [سورة الأنعام: ١٤].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں۔

اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی اتباع کرنے اور اسی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عبادتیں بجا لانے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ [سورة النحل: ٤٤].

ترجمہ: یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔

نیز اللہ فرماتا ہے:﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ﴾ [سورة الحشر: ۷].

ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

اللہ تعالی کسی بندہ کی عبادت اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک کہ اس میں یہ دو شرطیں موجود نہ ہوں: اخلاص اور نبی کی اتباع۔

نیز بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالی کے لئے دین کو خالص نہ کرلے اور نبی ﷺ کا پیرو کار اور متبع نہ بن جائے۔

جس نے اپنی عبادت کو اللہ تعالی کے لئے خالص کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے انجام دیا، اس کی عبادت درست ہے اور اس کا عمل نیک ہے۔

اللہ تعالی نے اپنی معزز کتاب میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے ہمیں ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا، وہ یہ ہے کہ ہم اسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں، اللہ فرماتا ہے:﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝٥٦ ﴾ [سورة الذاريات: ٥٦].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ ۝٥ ﴾ [سورة البينة: ٥].

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں۔ یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

❖ جس نے شرک سے اجتناب کیا اور تمام تر عبادتوں کو صرف اللہ کے لئے خالص رکھا، نیز رسول کی اتباع کی تو وہ مسلمان ہے اور اس سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور جہنم سے نجات پائے گا۔

❖ جس نے فرائض کو انجام دیا، اللہ کے واجب کردہ احکام پر کاربند رہا اور محرمات سے گریز کرتا رہا تو وہ اللہ کے ان تقوی شعار مومن بندوں میں سے ہے جن کے لئے اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے، اور ان سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ دنیا وآخرت میں انہیں عظیم فضل ومہربانی سے نوازا جائے گا۔

❖ جس نے واجب اور مستحب تمام تر عبادتوں کو مکمل طور پر انجام دیا اور ہر قسم کے محرمات اور مکروہات سے گریز کیا تو اس نے اللہ کی ایسی عبادت کی کہ گویا وہ رب کو دیکھ رہا ہو، اس لئے وہ اللہ کے ان محسن بندوں میں سے ہے جن سے اللہ نے جنت میں بلند درجات کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اپنے رب کے تئیں بندے کی بندگی میں جن اعمال سے خلل اور نقص واقع ہوتا ہے، ان کی تین قسمیں ہیں:

**پہلی قسم:** شرک اکبر: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزیز وبرتر کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی جائے، چنانچہ جس نے اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کے لئے ادنی سی عبادت بھی خاص کی تو وہ مشرک اور کافر ہے، اللہ تعالی کے نزدیک اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوگا، مثال کے طور پر وہ لوگ جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں، اولیاء کو پکارتے ہیں، درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کی فریاد کرتے ہیں۔

ایسے تمام لوگ شرک اور کفر کے مرتکب اور دین اسلام سے خارج ہیں، جو شخص توبہ کئے بغیر اسی حالت میں فوت ہو جائے، وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم رسید ہو گا۔ اللہ کی پناہ۔

**دوسری قسم:** شرک اصغر: اس میں ریاکاری اور شہرت پسندی شامل ہے، چنانچہ جو شخص نماز اور صدقہ جیسی عبادت کو اس لئے خوبصورت انداز میں ادا کرے کہ لوگ اس کی تعریف اور تحسین کریں، تو ایسے شخص کے اندر اللہ کے لئے وہ اخلاص نہیں پایا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ عذاب سے نجات پاسکے، ہر چند کہ ایسا شخص حقیقی معنوں میں غیر اللہ کی عبادت نہیں کر رہا ہوتا ہے، لیکن لوگوں کی تعریف اور پسندیدگی کی چاہت میں پڑ کر عبادت کا ثواب غیر اللہ سے طلب کرنے لگتا ہے، اسی بنیاد پر وہ شرک اصغر کا مرتکب قرار پاتا ہے، جو اس کی عبادت کو غارت کر دیتا ہے، نبی ﷺ حدیث قدسی میں اپنے عزیز وبرتر رب سے روایت کرتے ہیں کہ: "میں بنسبت اور شریکوں کے شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں"۔ (یعنی جو عبادت اور عمل دکھاوے اور شہرت کے لئے ہو وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں مردود ہے۔ اللہ اسی عبادت اور عمل کو قبول کرتا ہے جو اللہ ہی کے لئے خالص ہو۔ اور دوسرے کا اس میں کچھ لگاؤ نہ ہو)۔ اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ بھی شرک اکبر میں داخل ہے کہ بندہ دنیا سے اتنا گہرا تعلق بنالے کہ اسی کی فکر اس کے ذہن ودل پر سوار رہے اور اس کی وجہ سے فرائض کو بھلا بیٹھے اور محرمات کا ارتکاب کرنے لگے، جس کے سبب اس کے دل میں دنیا کی بندگی پیدا ہو جائے، نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: "اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش رہے اور جب نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے، ایسا شخص تباہ وبرباد ہوا۔ اس کو کانٹا لگے تو اللہ کرے پھر نہ نکلے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں ایسے شخص کو نبی ﷺ نے تباہی وبربادی اور ذلت وخواری کی بد دعا دی ہے۔ اس دعا کی تاثیر یہ ہے کہ وہ شخص دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا، جب اسے کوئی مصیبت لاحق ہوگی تو وہ اس سے نکل نہیں پائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی بندگی میں مبتلا ہوکر اللہ عزیز وبرتر کی بندگی سے غافل ہوگیا۔

نبی ﷺ نے ایسے شخص کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ: "اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش رہے اور جب نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے"۔

جب دنیا کے تئیں بندے کی چاہت اس قدر بڑھ جائے کہ اسے مال ومنال ملتا رہے تو خوش رہے اور جب مال ومنال نہ ملے تو اللہ کی تقدیر اور فیصلے پر نالاں اور تنگ دل ہو جائے، ایسے شخص کا دل اللہ عزیز وبرتر کے لئے خالص نہیں ہو سکتا، کیوں کہ یہ منافقین کی صفت ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَإِنْ أُعْطُوا۟ مِنْهَا رَضُوا۟ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا۟ مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾﴾ [سورة التوبة: ٥٨].

ترجمہ: اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو خوش ہیں اور اگر اس میں سے نہ ملا تو فوراً ہی بگڑ کھڑے ہوئے۔

گویا ایسے شخص کی خوشی اور ناراضگی دونوں ہی غیر اللہ کے لئے ہوتی ہیں۔

جس شخص کی یہ صورت حال ہو وہ اللہ تعالی کے لئے مخلص نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کے دل میں اللہ عزیز وبرتر کے سوا کسی اور کی بندگی پنپ رہی ہوتی ہے، یہ ایسی چیز ہے جس کے اثرات اس شخص کی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں جس کا دل مال ومنال یا جاہ ومنصب یا کسی شخص سے اس قدر وابستہ اور اس کی محبت میں اس قدر گرفتار ہو کہ اس کی خاطر اللہ کی معصیت ونافرمانی کا ارتکاب کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے، گویا اس کے دل میں اپنے محبوب کے تئیں نرمی ومحبت

کا جذبہ غالب ہو اور وہ اس کی وجہ سے معصیت الٰہی کا شکار ہو چکا ہو۔ جس شخص کا دل اللہ کے علاوہ کسی اور سے وابستہ ہو جاتا ہے، اس کو اسی کے ذریعہ سزا دی جاتی ہے۔

**تیسری قسم: معاصی کا ارتکاب**

وہ یوں کہ بندہ مختلف قسم کے محرمات کا ارتکاب کر بیٹھے یا چند واجبات کی ادائگی میں کوتاہی برتے، جب جب بندہ اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے، تب تب اللہ تعالی کے تئیں اس کے جذبہ بندگی میں کمی آتی ہے۔

اللہ تعالی کی بندگی میں وہی بندہ سب سے زیادہ کامل ہے جو اللہ عزیز و برتر کے حکم کا سب سے زیادہ پابند ہو، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾ [سورة الأحقاف: ١٣-١٤].

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖ ﴿٣٢﴾ وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلٗا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٣﴾﴾ [سورة فصلت: ٣٠-٣٣].

ترجمہ: واقعی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دئے گئے ہو۔ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے جنت میں موجود ہے۔ غفور ورحیم معبود کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔ اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں۔

دل کی بندگی کا دارومدار تین عظیم چیزوں پر ہے، وہ تین چیزیں یہ ہیں: محبت، خوف اور امید۔

بندہ کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ ان عظیم عبادتوں کو اللہ کے لئے خالص رکھے:

- اللہ تعالی سے سب سے زیادہ محبت رکھے، اس عظیم محبت میں اس کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک نہ کرے، جیسا کہ فرمان الہی ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾ [سورة البقرة: ١٦٥].

ترجمہ: اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

- اللہ کی ناراضگی اور سزا سے خوف کھائے، اتنا خوف کہ اللہ تعالی کی خشیت سے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔
- اللہ کی رحمت ومغفرت اور اس کے فضل واحسان کا امیدوار رہے۔

جس شخص کے اندر یہ اوصاف موجود ہوں وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہو سکتا، نہ ہی اللہ کے مکر سے مامون رہ سکتا ہے، بلکہ اس کے اندر خوف اور امید دونوں صفت قائم رہیں گی، جس کا اللہ نے اپنے بندوں کو اس آیت میں حکم دیا ہے:

﴿وَٱدۡعُوهُ خَوۡفٗا وَطَمَعًاۚ إِنَّ رَحۡمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٞ مِّنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ۝٥٦﴾ [سورة الأعراف: ٥٦].

ترجمہ: اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالی کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

اس آیت میں دعا سے مراد دو قسم کی دعا ہے: ایک وہ دعا جس کے ذریعہ اللہ سے حاجتیں طلب کی جاتی ہیں اور دوسری وہ جس کے ذریعہ اللہ کی بندگی اور عبادت کی جاتی ہے۔

- بندہ جب اپنے رب سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت اسے قرب الٰہی حاصل کرنے پر ابھارتی ہے، اس کے اندر شوق وصال پیدا کرتی ہے اور وہ ذکر الٰہی میں راحت جاں محسوس کرنے لگتا ہے، محبت الٰہی اسے اس بات پر بر آمادہ کرتی ہے کہ وہ ہر اس چیز سے محبت رکھے جو اللہ کو محبوب ہے اور ہر اس چیز سے نفرت کرے جو اللہ کو ناپسند ہے، اس طرح وہ اللہ تعالی کے لئے اپنے دل میں سچی محبت پیدا کر کے ولاء وبراء (اللہ کی خاطر محبت اور نفرت کرنے) پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔
- اللہ سے جب وہ خوف کھانے لگتا ہے تو یہ خوف اسے محرمات کا ارتکاب کرنے اور فرائض میں کوتاہی کرنے سے باز رکھتا ہے، چنانچہ وہ اللہ کے ان تقوی شعار بندوں میں شامل ہو جاتا ہے جن کے دل میں خشیت الٰہی اس قدر موجزن ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی ناراضگی اور سزا کے تمام اسباب سے گریزاں رہتے ہیں۔
- جب بندہ اللہ سے اپنی امیدیں قائم رکھتا ہے تو یہ امید اسے اطاعت اور عبادت کے لئے آمادہ کرتی ہے، کیوں کہ وہ یہ امید قائم کئے رہتا ہے کہ عبادت واطاعت پر اللہ تعالی اپنے بندوں کو بڑے اجر وثواب اور اپنی رضا وخوشنودی سے نوازتا ہے۔

**ساتواں درس:**

## طاغوت (معبودان باطلہ) کا انکار

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٢٥٦﴾ [سورة البقرة:٢٥٦].

ترجمہ: دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہوچکی ہے، اس لئے جو شخص اللہ تعالی کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالی پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالی سننے والا، جاننے والا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ﴾ [سورة النحل:٣٦].

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

مزید یہ کہ: ﴿وَٱلَّذِينَ ٱجۡتَنَبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ أَن يَعۡبُدُوهَا وَأَنَابُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰۚ﴾ [سورة الزمر:١٧].

ترجمہ: اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری کے مستحق ہیں۔

گویا توحید کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کے معبودوں سے بچا جائے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لئے تمام قسم کی عبادتوں کو خالص رکھا جائے۔ انسان اس وقت تک توحید پرست مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ کے علاوہ تمام معبودوں کا انکار نہ کرے۔

طاغوت سے مراد اللہ کے سوا ہر وہ معبود ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے، خواہ عبادت دعا کی شکل میں کی جائے، اس سے مدد طلب کر کے، یا اس پر توکل اور اعتماد کر کے، اس کے نام پر خون بہا کر، اس کے لئے نذر و نیاز چڑھا کر اس کی عبادت کی جائے، یا حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے میں اس کی اتباع کی جائے، یا اس سے فیصلہ طلب کیا جائے اور اس کے فیصلہ پر رضا مندی کا اظہار کیا جائے، یہ ساری صورتیں طاغوت کی عبادت میں شامل ہیں۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: (طاغوت کے سلسلے میں میرے نزدیک درست قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ معبود ہے جو اللہ کے خلاف سرکشی کا مظاہرہ کرے، چنانچہ اللہ کے بجائے اس کی عبادت کی جائے، خواہ عبادت کرنے والا مجبور و مقہور ہو کر اس کی عبادت کرے، یا رضا مندی اور خوش دلی سے، خواہ یہ معبود انسان ہو یا شیطان، بت ہو یا صنم، یا اور بھی کوئی چیز)۔

لہذا طاغوت سے مراد: وہ ہے جو سرکشی میں اس حد تک پہنچ جائے کہ اللہ کی راہ سے روکنے اور گمراہی کی راہ پر لگانے میں تمام حدوں کو تجاوز کر جائے۔

اللہ کے علاوہ جن طواغیت - معبودان باطلہ - کی عبادت کی جاتی ہے، وہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سب سے مشہور اور سب سے زیادہ اللہ کی راہ سے روکنے اور سرکشی کا مظاہرہ کرنے والے تین قسم کے طواغیت ہیں: سرکش شیطان، وہ بت جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے، اور ایسا انسان جو حکم الہی کو چھوڑ کر کسی اور قانون اور نظام سے فیصلہ کرے اور حکومت چلائے۔

### پہلی قسم: سرکش شیطان

شیطان ہی تمام قسم کے شرک اور سرکشی کی جڑ ہے، بلکہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے کی جانی والی ہر عبادت حقیقی معنی میں شیطان کی عبادت ہے، کیوں کہ وہی اس عبادت کا سبب اور داعی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ ٱعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ ﴾ [سورة يس:٦٠-٦١].

ترجمہ: اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری ہی عبادت کرنا۔ سیدھی راہ یہی ہے۔

نیز فرمان الہی ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ إِنَٰثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ ٱللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾ ﴾ [سورة النساء:١١٦-١٢١].

ترجمہ: اسے اللہ تعالی قطعا نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ یہ تو اللہ تعالی کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ جسے اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے بیڑا اٹھایا ہے کہ تیرے بندوں میں سے میں مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا۔ اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی

صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔ وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، مگر یاد رکھو! شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ جہنم ہیں، جہاں سے انہیں چھٹکارا نہ ملے گا۔

جو اللہ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں، اللہ نے ان کی ایک سزا یہ بھی مقرر کی ہے کہ ان پر شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ ٱلرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُۥ شَيْطَٰنًا فَهُوَ لَهُۥ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَنَا قَالَ يَٰلَيْتَ بَيْنِى وَبَيْنَكَ بُعْدَ ٱلْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ ٱلْقَرِينُ ﴿٣٨﴾ وَلَن يَنفَعَكُمُ ٱلْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِى ٱلْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾ ﴾ [سورۃ الزخرف:۳۶-۳۹].

ترجمہ: اور جو شخص رحمن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ تو بڑا برا ساتھی ہے۔ اور جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے تو تمہیں آج ہر گز تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔

اس طاغوت سے بچنے اور اس سے دامن کش رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے، اس کی سازش و مکاری سے ہوشیار رہا جائے اور اس کے نقش پا کی پیروی نہ کی جائے، کیوں کہ وہ کھلا اور گمراہی میں ڈالنے والا دشمن ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُۥ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُۥ يُضِلُّهُۥ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلسَّعِيرِ ۝٤﴾ [سورة الحج: ٤].

ترجمہ: جس پر قضائے الٰہی لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی رفاقت کرے گا وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔

شیطان کی رفاقت اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے بتائے ہوئے طریقے کی پیروی کی جائے، اس کے جھوٹے وعدوں کی تصدیق کی جائے، اس کے دکھائے ہوئے سبز باغوں کی آرزو رکھی جائے، وہ جن گناہوں کو خوبصورت بنا کر پیش کرے، ان کا ارتکاب کیا جائے، اللہ تعالی کی ہدایت ورہنمائی سے اعراض برتا جائے، جس نے بھی یہ سارے اعمال کئے اس نے شیطان کو اپنا رفیق بنایا۔

صحیح مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ حدیث ثابت ہے کہ ابن آدم خواہ جس حالت میں بھی رہے، شیطان اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔

شیطان سے اللہ کی پناہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جب صحیح معنوں میں اللہ تعالی سے التجا کی جائے، اور اللہ کی ہدایت ورہنمائی پر گامزن رہا جائے، یہ انسان کو شیطان کے شر اور شرک سے محفوظ رکھتی ہے۔

اللہ نے شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ہمیں جو رہنمائیاں دی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ: بار بار شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے، اللہ پر ایمان رکھا جائے اور اسی پر توکل کیا جائے، اس کے لئے اعمال کو خالص رکھا جائے، بکثرت ذکر الٰہی کا اہتمام اور شرعی اذکار کا ورد کیا جائے۔

اللہ نے ہمیں شیطان کے نقش قدم پر چلنے اور ان اعمال کو کرنے سے ڈرایا ہے جن کے ذریعہ شیطان انسان پر مسلط ہو جاتا ہے، ایمان، اخلاص اور توکل کی کمزوری، ذکر الٰہی سے غفلت،

مسنون اذکار و اوراد میں لاپرواہی، یہ سب انسان پر شیطان کے مسلط اور حاوی ہونے کے اسباب ہیں۔

شیطان جن راستوں سے انسان کے اندر داخل ہوتا اور اس کو اپنے تسلط میں لے لیتا ہے، ان میں سے یہ بھی ہے: بہت زیادہ غصہ کرنا، حد سے زیادہ خوشی کا اظہار کرنا، شہوت پرستی میں منہمک ہونا، جماعت اور وحدت سے کنارہ کش رہنا، بہ طور خاص سفر کے دوران تنہائی اختیار کرنا، لوگوں کے درمیان افواہ بازی کرنا، عورت کا مرد کے ساتھ خلوت میں رہنا، بدگمانی رکھنا، اور مشکوک جگہوں پر آنا جانا۔

برکت سے بہرہ مند ہونے اور شیطان کی چال سے محفوظ رہنے کے لئے انسان کے ہر عمل میں بسم اللہ کو مشروع قرار دیا گیا ہے، چنانچہ انسان جب کھائے پیئے تو بسم اللہ کہے، گھر میں داخل ہو یا اس سے باہر نکلے تو بسم اللہ کہے، صبح وشام کی شروعات بسم اللہ سے کرے، سواری پر چڑھے تو بسم اللہ کہے، بیوی سے ہم بستر ہو تو بسم اللہ کہے، بیت الخلاء میں داخل ہو تو بسم اللہ کہے اور جب سونے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ کہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے منہ بند رکھے، کیوں کہ شیطان اس کے اندر داخل ہوتا ہے"۔

نیز احمد اور عبد الرزاق کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: "جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، کیوں کہ شیطان جمائی کے ساتھ انسان کے اندر داخل ہوتا ہے"۔

جو انسان اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلے گا وہ شیطان کی سازش اور مکاری سے محفوظ و مامون رہے گا، لیکن جو اس راہ الٰہی کی پیروی میں کوتاہی اور لاپرواہی کرے گا وہ شیطان کی سازش، ایذاء رسانی اور گمراہ کن طریقوں سے محفوظ نہیں رہ پائے گا۔

**دوسری قسم:** وہ بت اور اصنام جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے

ان معبودان باطلہ (طواغیت) کی مختلف قسمیں ہیں:

ان بتوں میں: وہ صنم اور مجسمے بھی شامل ہیں جنہیں مختلف قسم کی تصویر کی شکل میں تراشا جاتا ہے، مثلا مردوں کی یا جانوروں کی تصویریں، کچھ مشرکین تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ خود تراشیدہ اصنام ان کے نفع ونقصان کے مالک ہیں، جب کہ کچھ کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ اصنام ان لوگوں کے حق میں سفارش کریں گے جو ان کو پکارتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے اور نذر و نیاز چڑھاتے اور ان سے فریادرسی کرتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ قَالَ أَتَعۡبُدُونَ مَا تَنۡحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ [سورة الصافات:٩٥-٩٦].

ترجمہ: اس نے کہا کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو جسے خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو۔

نیز ارشاد باری ہے: ﴿ إِذۡ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوۡمِهِۦ مَا تَعۡبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُواْ نَعۡبُدُ أَصۡنَامٗا فَنَظَلُّ لَهَا عَٰكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلۡ يَسۡمَعُونَكُمۡ إِذۡ تَدۡعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوۡ يَنفَعُونَكُمۡ أَوۡ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُواْ بَلۡ وَجَدۡنَآ ءَابَآءَنَا كَذَٰلِكَ يَفۡعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَءَيۡتُم مَّا كُنتُمۡ تَعۡبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُمُ ٱلۡأَقۡدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمۡ عَدُوّٞ لِّيٓ إِلَّا رَبَّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٧٧﴾ ٱلَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهۡدِينِ ﴿٧٨﴾ وَٱلَّذِي

هُوَ يُطْعِمُنِى وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَٱلَّذِى يُمِيتُنِى ثُمَّ يُحْيِينِ
﴿٨١﴾ وَٱلَّذِىٓ أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِى خَطِيٓـَٔتِى يَوْمَ ٱلدِّينِ ﴿٨٢﴾﴾ [سورۃ الشعراء:٧٠-٨٥].

ترجمہ: انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ بھی سنادو جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی، ہم تو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ اور تمہیں نفع نقصان بھی پہنچاسکتے ہیں؟ انہوں نے کہا (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم تو اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا۔ آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو، تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں۔ بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے ۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے اور وہی مجھے مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میں میرے گناہوں کو بخش دے گا۔

اللہ مزید فرماتا ہے: ﴿ ۞ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَآ إِبْرَٰهِيمَ رُشْدَهُۥ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِۦ عَـٰلِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ
قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦ مَا هَـٰذِهِ ٱلتَّمَاثِيلُ ٱلَّتِىٓ أَنتُمْ لَهَا عَـٰكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا۟ وَجَدْنَآ ءَابَآءَنَا لَهَا
عَـٰبِدِينَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُمْ فِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوٓا۟ أَجِئْتَنَا بِٱلْحَقِّ
أَمْ أَنتَ مِنَ ٱللَّـٰعِبِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلَّذِى فَطَرَهُنَّ وَأَنَا۠ عَلَىٰ
ذَٰلِكُم مِّنَ ٱلشَّـٰهِدِينَ ﴿٥٦﴾ وَتَٱللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَـٰمَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٥٧﴾﴾

[سورۃ الأنبياء:٥١-٥٧].

ترجمہ: یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ بوجھ بخشی تھی اور ہم اس کے احوال سے بخوبی واقف تھے جبکہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور

بنے بیٹھے ہو کیا ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا! پھر تو تم اور تمہارے باپ دادا سبھی یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے۔ کہنے لگے کیا آپ ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہیں یا یوں ہی مذاق کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں در حقیقت تم سب کا پروردگار تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے، میں تو اسی بات کا گواہ اور قائل ہوں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دوگے ایک چال چلوں گا۔

ان بتوں میں: وہ درخت اور پتھر بھی شامل ہیں جن کی تعظیم بجالائی جاتی ہے اور جن کے بارے میں کچھ مشرکین کفریہ اعتقاد رکھتے ہیں، چنانچہ ان درختوں اور پتھروں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ نفع ونقصان پر قادر ہیں، اور جو ان کو پوجے اور ان کا تقرب حاصل کرے ان کے لئے وہ اللہ کے نزدیک سفارش کریں گے۔

زمانہ جاہلیت میں جن بتوں، درختوں اور پتھروں کی پرستش کی جاتی تھی، ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ صرف کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے، جنہیں نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر نست ونابود کر دیا۔

بعض عرب قبائل میں ایسے درخت اور پتھر بکثرت موجود تھے جن کی تعظیم اور عبادت کی جاتی تھی اور اللہ عزیز وبرتر کی عبادت سے اعراض برتا جاتا تھا۔

ان بتوں میں: وہ قبریں، مزارات اور مقامات بھی داخل ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، چنانچہ ان کے ارد گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ ان کا تقرب حاصل کرنے کا اعتقاد رکھا جاتا ہے، ان کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں، ان کے لئے نذر ونیاز اور مال ومنال چڑھایا جاتا ہے، ان میں سے بعض مزاروں پر مداری اور خادم بھی ہوتے ہیں جو زائروں کو راہ الٰہی

سے روکتے ہیں، لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور ان کی نظروں میں مُردوں سے فریادرسی، حاجت روائی اور مشکل کشائی کو خوبصورت بناکر پیش کرتے ہیں۔

جب کہ نبی ﷺ کی واضح حدیث ہے کہ: "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی پرستش ہونے لگے"۔ اسے امام مالک نے روایت کیا ہے۔

بلکہ نبی ﷺ نے قبروں کو مسجد بنانے سے بھی اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں بعد کے ادوار میں مُردوں کی پوجا نہ شروع ہو جائے، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے۔ کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنالینا۔ میں تم کو اس بات سے منع کرتا ہوں"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابو عبیدۃ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "اللہ کے نبی ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی کہ یہودیوں کو حجاز سے نکال باہر کرو اور جان رکھو کہ سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو مسجد بنالیتے ہیں"۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

قبروں کو مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر نماز پڑھی جائے، یا ان کو قبلہ بناکر نماز ادا کی جائے، یا ان کے اوپر مسجد تعمیر کی جائے، جس نے ان تینوں میں سے کوئی بھی ایک عمل کیا تو اس نے حدیث کی مخالفت کی اور ممنوع کام کا ارتکاب کیا۔

بتوں میں: وہ شعار اور مذہبی علامتیں بھی داخل ہیں جن سے شرک اور غیر اللہ کی عبادت کی پہچان ہوتی ہے۔ سنن ترمذی میں ہے کہ نبی ﷺ نے عدی بن حاتم کی گردن میں سونے کا صلیب دیکھا تو فرمایا: "اے عدی، اس بت کو خود سے دور کرو"۔

مقصود یہ ہے کہ ہر وہ بت جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے وہ طاغوت ہے، خواہ وہ تراشیدہ صنم ہو، یا پتھر ہو یا درخت یا قبر یا کوئی اور چیز۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حق تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور فرمائے گا: جو کوئی جس کو پوجتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے۔ پھر جو شخص سورج کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو گا۔ اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ ہو جائے گا"۔ متفق علیہ

یہاں پر ساتھ ہونے کا مطلب ہے کہ جہنم تک اس کے ساتھ جائے گا(اللہ کی پناہ)۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَٰرِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هَٰٓؤُلَآءِ ءَالِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾﴾ [سورة الأنبياء:٩٨-١٠٠].

ترجمہ: تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن بنو گے، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔ اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، اور سب کے سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ وہاں چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔

اس آیت میں وارد حصب سے مراد وہ ایندھن ہے جس سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بت اپنے پوجنے والوں کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، بلکہ انہیں اور جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کی ہو گی، سبھوں کو قیامت کے دن جہنم کے اندر نہایت دردناک انداز میں ڈالا جائے۔

تاہم اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جائے اور وہ اس عبادت سے راضی نہ ہوں تو وہ طاغوت نہیں کہلائیں گے، بلکہ مشرکوں نے اپنی مرضی سے انہیں اپنا معبود، رب اور طاغوت بنا لیا اور ان کے سلسلے میں بد اعتقادی کا شکار ہو کر سرکشی کرنے لگے، جب کہ وہ ان کے شرک اور سرکشی سے بری تھے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا۟ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ [سورة التوبة: ٣١].

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا ٱلْحُسْنَىٰٓ أُو۟لَـٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِى مَا ٱشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَـٰلِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ ٱلْفَزَعُ ٱلْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّىٰهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ هَـٰذَا يَوْمُكُمُ ٱلَّذِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ ﴾ [سورۃ الأنبیاء: ۱۰۱-۱۰۳].

ترجمہ: البتہ بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے۔ وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔ وہ تو دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی من بھاتی چیزوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انہیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دئے جاتے رہے۔

اسی طرح وہ اولیاء وصالحین بھی شرک سے بری ہوں گے جن کی کچھ مشرکوں نے ظلم کرتے ہوئے اور جھوٹ گڑھ کر پرستش کی ہو گی۔

لیکن جو اس بات سے راضی رہا کہ اس کی عبادت کی جائے یا اس نے اپنی عبادت کی دعوت دی تو بے شک وہ طاغوت شمار ہو گا، جیسا کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تھا: ﴿ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرِى ﴾ [سورة القصص: ٣٨].

ترجمہ: میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا۔

**تیسری قسم:** جو حکم الٰہی کے علاوہ کسی اور قانون اور نظام سے فیصلہ کرے اور حکومت چلائے:
ہر وہ شخص جس کو کسی ملک کے اندر لوگوں پر غلبہ حاصل ہو اور وہ وہاں اللہ عزیز وبرتر کے حکم کو نافذ کرنے سے اعراض برتے اور اپنے خود ساختہ قوانین ان پر مسلط کرے، انجام کار اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرائے تو وہ طاغوت ہے، جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ کے بجائے اس کی عبادت کی جائے اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانے میں اس کی اطاعت کرنا ہی اس کی عبادت ہے۔

اس کی دلیل عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ صحیح حدیث ہے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿ ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ﴾ [سورة التوبة: ۳۱].

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔

صحابی کہتے ہیں کہ: میں نے کہا: ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: "کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ جب اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں تو تم بھی اسے حرام مان لیتے ہو، اور اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال ٹھہراتے ہیں تو تم بھی اسے حلال مان لیتے ہو؟

میں نے کہا: ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: "یہی ان کی عبادت ہے"۔

اس حدیث کو امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں اور ترمذی وطبرانی نے بھی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "انہوں نے ان کی بندگی میں نماز نہیں پڑھی لیکن جب کسی حرام چیز کو وہ حلال کہتے تھے تو وہ اسے حلال سمجھ بیٹھتے تھے اور جب کسی حلال چیز کو حرام کہتے تھے، تو وہ اسے حرام سمجھ بیٹھتے تھے، یہی ان کو رب ماننا ہے"۔ اس حدیث کو امام سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔

طواغیت میں: کاہن، شعبدہ باز اور جادوگر بھی شامل ہیں جو علم غیب کا دعوی کرتے ہیں۔ نادان اور جاہل و گمراہ لوگ ان سے فیصلہ طلب کرتے اور انہیں اپنا حاکم تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا۟ أَن يَكْفُرُوا۟ بِهِۦ وَيُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾﴾ [سورة النساء: ٦٠].

ترجمہ: کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعوی تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے، اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے۔

نبی ﷺ نے کاہنوں، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو کسی کاہن یا شعبدہ باز کے پاس آئے پھر جو وہ کہے اس کی تصدیق کرے، تو اس نے ان چیزوں کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہیں"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "جو کسی کاہن یا جادوگر کے پاس آئے، پھر جو وہ کہے اس کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت کا انکار کیا"۔ اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

اللہ کے احکام اور شریعت کو فیصل ماننے سے اعراض برتنا اور طاغوت سے فیصلہ طلب کرنا ان منافقوں کے اعمال میں سے ہے جن کی اللہ نے اپنی معزز کتاب میں مذمت فرمائی ہے، اللہ فرماتا ہے:

﴿ وَيَقُولُونَ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَبِٱلرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَآ أُو۟لَٰٓئِكَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِن يَكُن لَّهُمُ ٱلْحَقُّ يَأْتُوٓا۟ إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ٱرْتَابُوٓا۟ أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُۥ ۚ بَلْ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا۟ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَخْشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ [سورۃ النور:۴۷-۵۲].

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور فرماں بردار ہوئے، پھر ان میں سے ایک فرقہ اس کے بعد بھی پھر جاتا ہے۔ یہ ایمان والے ہیں (ہی) نہیں ۔جب یہ اس بات کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے جھگڑے چکا دے تو بھی ان کی ایک جماعت منہ موڑنے والی بن جاتی ہے۔ہاں اگر ان ہی کو حق پہنچتا ہو تو مطیع و فرماں بردار ہو کر اس کی طرف چلے آتے ہیں۔کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا یہ شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی نہ کریں؟ بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی بڑے ظالم ہیں۔ ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔یہی لوگ کامیاب

ہونے والے ہیں۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔

**فصل:** ہر وہ شخص جو طاغوت کی پیروی کرتا ہے، اس کو سوائے گمراہی، نقصان اور تاریکی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، لیکن جو طاغوت کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا اور اس کی ہدایت ورہنمائی کی پیروی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ پر لگا دیتا ہے، اسے سلامتی کی راہوں کی ہدایت عطا کرتا اور اپنی رحمت ومہربانی سے ڈھک لیتا ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَوۡلِيَآؤُهُمُ ٱلطَّٰغُوتُ يُخۡرِجُونَهُم مِّنَ ٱلنُّورِ إِلَى ٱلظُّلُمَٰتِۗ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ٢٥٧﴾ [سورة البقرة:۲۵۷].

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لاتے ہیں۔ یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ وہ معبودان باطلہ ہیں جو اپنے دوستوں کو شرک وجہالت، گمراہی اور شک کی حیرانی، تنگ زندگی، بدحالی اور بدانجامی کے قعر عمیق میں ڈال دیتے ہیں، ہم اللہ سے سلامتی اور عافیت کے خواستگوار ہیں۔

لیکن اللہ پر ایمان لانے والے مومنوں کا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ انہیں اپنا دوست رکھتا ہے، انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ سے روشناس کراتا ہے، شرک کی تاریکی سے نکال کر توحید کا نور عطا کرتا ہے، معصیت ونافرمانی کی ذلت سے نجات دلا کر اطاعت کی عزت سے نوازتا ہے، بدعت

کی گمراہیوں سے نکال کر سنت کے طریقے پر لگا دیتا ہے، شک کی حیرانگی سے باہر نکال کر یقین کی ٹھنڈک عطا کرتا ہے، تنگی و پریشانی سے بچا کر کشادگی اور انشراح صدر سے ہم آشنا کرتا ہے، ہم و غم، خوف وہراس اور حزن وملال سے نکال کر امن وسکون اور اطمنان قلب عنایت کرتا ہے، ایسے ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ مزید رشد وہدایت سے مالا مال کرتا ہے، وہ ہر دن خیر و بھلائی کے اعلی سے اعلی منازل طے کرتے ہیں، ان کے درجات میں بلندی اور حسنات میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے: ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٤﴾﴾ [سورة الجمعة: ٤].

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اپنا فضل دے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے ۔

## آٹھواں درس:

## شرک اور اس کے اقسام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ ﴾ [سورة النساء: ٣٦].

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ ١٣﴾ [سورة لقمان: ١٣].

ترجمہ: بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

ایک جگہ اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ ٧٢﴾ [سورة المائدة: ٧٢].

ترجمہ: یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

نیز یہ کہ: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلَۢا بَعِيدًا ١١٦﴾ [سورة النساء: ١١٦].

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جب کہ اللہ نے تم کو پیدا فرمایا ہے"۔ متفق علیہ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو، تو وہ جنت میں جائے گا، اور جو شخص اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس نے شرک کیا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا"۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرک: غیر اللہ کی عبادت کرنے کا نام ہے، جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارا، خواہ حاجت طلب کرنے کی شکل میں یا عبادت کی شکل میں، تو وہ مشرک اور کافر ہے، کیوں کہ اس نے عبادت میں اللہ کے لئے شریک اور ساجھی بنایا، جب کہ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو اس کی عبادت میں شریک بنایا جائے، نہ ہی نبی مرسل کو، نہ مقرب ترین فرشتہ کو اور نہ ان کے علاوہ کسی اور مخلوق کو، کیوں کہ تمام تر عبادتوں کا حق صرف اللہ وحدہ کو ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۚ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ﴾ [سورة يوسف: ٤٠].

ترجمہ: فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

نیز فرمان ہے: ﴿قُلۡ أَرَءَيۡتُم مَّا تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُواْ مِنَ ٱلۡأَرۡضِ﴾ [سورة الأحقاف: ٤].

ترجمہ: آپ کہیئے! کہ تم اپنے قرارداد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا (جزو) بنایا ہے۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرۡهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓۚ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَٰفِرُونَ ١١٧﴾ [سورة المؤمنون: ١١٧].

ترجمہ: جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

گویا جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور شریک کو پکارا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔
جن اعمال کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے ان میں شرک سب سے بڑا گناہ ہے، یہ سب سے بڑی معصیت ہے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، یہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا ہے، عظیم ترین ظلم ہے، اللہ کے عہد و میثاق کی مخالفت ہے، سب سے بڑی امانت اور عظیم ترین حق میں خیانت ہے، اللہ کے اس حق میں خیانت ہے جس کے سبب اللہ نے تمام مخلوقات کو وجود بخشا، وہ یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔
لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی سزا بھی سب سے بڑی سزا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی:
دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ مشرک انسان اللہ کی ناراضگی اور غصہ سے دوچار ہوتا ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى ٱلْإِيمَٰنِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾﴾ [سورة غافر: ١٠].
ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں یہ آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے تھے اپنے جی سے، جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے۔
اللہ کی ہدایت ورہنمائی سے سرمو انحراف کرنے کے سبب دنیا میں بھی انہیں اپنے کئے کی بہت سی دیگر سزائیں ملتی ہیں جیسے گمراہی و بدبختی، خوف و ہراس، حزن وملال، حیرانگی اور شک، بے چینی و بے قراری اور تنگ حالی کا شکار ہونا۔ اگر چند دنوں کے لئے دنیا کی نعمتیں بھی حاصل ہو جائیں تو انجام کار وہ نعمتیں ان کے لئے عذاب اور وبال ہی قرار پائیں گی، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿لَا

يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِى ٱلْبِلَـٰدِ ﴿١٩٦﴾ مَتَـٰعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ ٱلْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾﴾ [سورۃ آل عمران:۱۹۶-۱۹۷].

ترجمہ: تجھے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے، یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، اس کے بعد ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُۥٓ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوٓاْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾﴾ [سورۃ لقمان:۲۳-۲۴].

ترجمہ: کافروں کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں، آخر ان سب کو لوٹنا تو ہماری جانب ہی ہے پھر ہم ان کو بتائیں گے جو انہوں نے کیا ہے، بے شک اللہ سینوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ ہم انہیں گو کچھ یونہی سا فائدہ دے دیں لیکن (بالآخر) ہم انہیں نہایت بیچارگی کی حالت میں سخت عذاب کی طرف ہنکالے جائیں گے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۲۶].

ترجمہ: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے۔

رہی بات آخرت کی تو روح قبض ہوتے ہی انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جو مسلسل جاری رہتا ہے، کیوں کہ ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، ان کی روح بھی اتنی شدت کے ساتھ نکالی جاتی ہے کہ وہ ان کے لئے عذاب بن جاتا ہے، عذاب کے فرشتوں کو دکھا کر اور خوفناک مناظر نگاہوں کے سامنے لا کر انہیں خوف وہراس کی سزا دی جاتی ہے، نیز قبروں کے اندر بھی انہیں

سخت عذاب سے دوچار کیا جائے گا، بعث بعد الموت کے وقت قیامت کی ہولناکی اور فزع اکبر (صور پھونکنے سے جو خوف طاری ہو گا) کے ذریعہ بھی انہیں سزا دی جائے گی، حشر کے میدان میں انتظار کی طویل مدت سے گزرنا پڑے گا، اور اس دن سورج کو ان کے قریب کر دیا جائے گا جس دن کی مقدار پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی، حشر کے میدان میں مختلف مقامات پر انہیں عذاب کا شکار ہونا پڑے گا اور بالآخر ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، جہاں نہ تو ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی اور نہ ہی انہیں وہاں سے نکالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمۡ كُفَّارٌ أُوْلَـٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ ٱللَّهِ وَٱلۡمَلَـٰٓئِكَةِ وَٱلنَّاسِ أَجۡمَعِينَ ١٦١ خَـٰلِدِينَ فِيهَاۖ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ ٱلۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنظَرُونَ ١٦٢﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۶۱-۱۶۲].

ترجمہ: یقیناً جو کفار اپنے کفر میں ہی مر جائیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقۡضَىٰ عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوتُواْ وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُم مِّنۡ عَذَابِهَاۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي كُلَّ كَفُورٍ ٣٦ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَـٰلِحًا غَيۡرَ ٱلَّذِي كُنَّا نَعۡمَلُۚ أَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ ٱلنَّذِيرُۖ فَذُوقُواْ فَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ٣٧﴾ [سورۃ فاطر:۳۶-۳۷].

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے، (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا، سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ ﴾ [سورۃ الأحزاب:۶۴-۶۸].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ پروردگار تو انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔

شرک کی عظیم سنگینی اور اس سے دامن کش رہنے کے وجوب کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد شرک کا ارتکاب کرتا ہے اس کے تمام اعمال غارت ہو جاتے ہیں، اور اس کا شمار نقصان اٹھانے والے کافروں میں ہونے لگتا ہے، گویا اس نے کوئی عمل کیا ہی نہ ہو، کیوں کہ اللہ مشرک کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾ [سورۃ آل عمران:۸۵].

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ٱللَّهَ فَٱعْبُدْ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٦٦﴾ ﴾ [سورۃ الزمر:٦٥-٦٦].

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

سورہ انعام میں اللہ نے نبیوں کا ذکر اور ان کی تعریف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ [سورۃ الأنعام:۸۷-۸۸].

ترجمہ: نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔ اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

انبیاء اپنی نیک طبیعت، شرافت، اللہ کی قربت اور رب کی عظیم محبت کے باوجود بھی اس بات کے مستحق نہیں ہو سکے کہ اگر ان سے شرک سرزد ہو جائے تو اللہ ان کی مغفرت فرمادے، جب کہ ہمیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ اللہ نے شرک سے انہیں محفوظ رکھا تھا، اس لئے انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں پر یہ حکم بدرجہ اولی نافذ ہو گا کہ اگر وہ شرک کریں تو ان کی مغفرت نہیں ہو سکے گی، اللہ نے ہمارے لئے اس خطاب کو باقی رکھا تا کہ ہمارے اوپر اس کی تلاوت کی جاتی رہے اور ہم اس میں غور و فکر کرتے رہیں، اور اس سے شرک کی عظیم سنگینی کا اندازہ لگا سکیں۔

**شرک کی دو قسمیں ہیں:**

**پہلی قسم:** شرک اکبر: جو توحید ربوبیت اور الوہیت میں ہوتا ہے:

ربوبیت میں شرک اکبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالی کے افعال جیسے پیدا کرنے، رزق دینے، ملکیت رکھنے اور کائنات کی تدبیر کرنے میں کسی کو شریک بنایا جائے۔

الوہیت میں شرک اکبر ہونے کا مطلب ہے کہ: اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو پکارا جائے، خواہ ضرورت طلبی اور حاجت روائی کی غرض سے یا عبادت کی نیت سے۔

شرک اکبر کا ارتکاب جہاں قول و عمل سے کیا جاتا ہے وہیں دل کے اعتقاد سے بھی شرک اکبر واقع ہوتا ہے۔

دل سے شرک اکبر کرنے کی مثال یہ ہے کہ: یہ عقیدہ رکھا جائے کہ بتوں کو کائنات میں تصرف کا حق اور قدرت حاصل ہے، انہیں غیب کا علم ہے، وہ نفع و نقصان کی قدرت رکھتے ہیں، نیز بتوں سے محبت رکھنا، ان پر توکل کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا، یہ تمام کے تمام دل کے اعمال ہیں، جنہیں غیر اللہ کے لئے انجام دینا جائز نہیں، جس نے ان اعمال کو غیر اللہ کے لئے انجام دیا اس نے شرک اور کفر کا ارتکاب کیا۔

زبان سے شرک اکبر کرنے کی مثال یہ ہے کہ: اللہ کے علاوہ بتوں کو پکارا جائے، نیز ایسی کفریہ باتیں زبان سے بولی جائیں جن کے اندر بتوں کی تعظیم اور تعریف کی گئی ہو اور اللہ پر جھوٹ گھڑا گیا ہو۔

اعضاء وجوارح سے شرک کرنے کی مثال یہ ہے کہ: غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کیا جائے، ان کے لئے نذر ونیاز چڑھایا جائے اور ان کے سامنے جبین نیاز خم کی جائے۔

شرک اکبر انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، جو انسان بغیر توبہ کے شرک کی حالت میں فوت ہو جائے اسے اللہ معاف نہیں فرمائے گا، بلکہ اس پر اللہ کا غضب اور غصہ نازل ہو گا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہو گا۔ اللہ کی پناہ۔

**شرک کی دوسری قسم:** شرک اصغر ہے، اس سے مراد ہر وہ وسیلہ ہے جو شرک اکبر تک پہنچانے والا ہو، شرعی نصوص میں اسے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے، جب کہ اس کے اندر غیر اللہ کی عبادت موجود نہیں ہوتی ہے۔

دل، زبان اور عمل تینوں سے شرک اصغر کا صدور ہوتا ہے:

دل سے شرک اصغر کے سرزد ہونے کی مثال: ایسی چیز کو سبب تسلیم کرنا جسے اللہ نے شریعت اور تقدیر میں سبب نہیں بنایا ہے، جیسے کہ تعویذ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اسے لٹکانے سے مصیبت دور ہوتی ہے، اسی طرح بدفالی کا عقیدہ رکھنا بھی شرک اصغر ہے۔

عمل سے شرک اصغر کے سرزد ہونے کی مثال: ریاونمود کی غرض سے نماز کو خوبصورت انداز میں ادا کرنا تاکہ لوگ تعریف کریں اور اللہ کی عبادت کرنے پر اسے داد وتحسین سے نوازیں۔

اس نے نماز تو اللہ ہی کے لئے پڑھی، لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی تحسین اور داد وصول ہو، ممکن ہے کہ اس نے نماز کو زیادہ خوبصورتی کے ساتھ ادا کیا ہو تاکہ لوگ اس کی زیادہ تعریف

کریں، یہ شرک اصغر ہے، کیوں کہ اس نے عبادت کے مقصد کو اللہ کے لئے خالص نہیں رکھا، تاہم اس کا شمار شرک اکبر میں نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اس نے غیر اللہ کی عبادت نہیں کی۔

زبان سے شرک اصغر کے سرزد ہونے کی مثال: یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، غیر اللہ کی قسم کھانا اور یہ کہنا کہ: فلاں فلاں ستارے (نچھتر) کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی۔

شرک اصغر سے انسان دین سے خارج نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا، لیکن یہ ایک بڑا گناہ ہے، جس نے اس کا ارتکاب کیا ہو، اس کے اوپر توبہ کرنا واجب ہے، اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو خود کو اللہ کی ناراضگی اور سخت عذاب کے گھیرے میں لا چھوڑتا ہے۔

**فصل:** شرک کے بعض اقسام ظاہر و نمایاں ہوتے ہیں اور بعض پوشیدہ۔

ظاہری شرک سے مراد وہ شرک ہے جو واضح اور نمایاں ہو، جیسے غیر اللہ کو پکارنا، بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنا اور قولی و فعلی شرک کی تمام ظاہری شکلیں۔

پوشیدہ شرک میں کچھ شرک اکبر ہے اور کچھ شرک اصغر، شرک اکبر کی پوشیدہ قسم میں شرک اکبر کے تمام مخفی اعمال شامل ہیں، جیسے غیر اللہ سے اپنا دل اس قدر وابستہ رکھنا کہ اسی سے التجا کی جائے، اسی پر توکل اور بھروسہ کیا جائے اور اسے ہی نفع و نقصان کا مالک تسلیم کیا جائے۔

پوشیدہ شرک اصغر کی مثال یہ ہے کہ: دل میں دنیا سے وابستگی اس قدر گھر کر چکی ہو کہ تمام واجبی اعمال اس سے متاثر ہو جائیں، یا اس کی خاطر کچھ محرمات کا ارتکاب کیا جانے لگے، جب کہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہمارے سامنے ہے: "اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ تباہ ہوا"۔ آپ نے مال سے تعلق رکھنے کو عبادت و بندگی سے تعبیر فرمایا ہے۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: "اے ابو بکر! شرک تمہارے درمیان چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے"۔ ابو بکر نے کہا: کیا شرک صرف یہ نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی معبود بنایا

جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے، کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی رہنمائی نہ کردوں کہ جب تم اسے اپنی زبان سے ادا کرو تو شرک کی چھوٹی بڑی تمام شکلیں تم سے دور ہو جائیں؟"۔ پھر آپ نے فرمایا: کہو کہ "اللهم إني أعوذبك أن أشرك بك وأنا أعلم ، واستغفرك لما لا أعلم" ( اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ جانتے ہوئے تیرے ساتھ کسی کو شریک کریں، اوران تمام گناہوں سے تیری مغفرت چاہتے ہیں جو ہمارے علم سے او جھل ہے )۔ اسے امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔

گویا شرک خفی (پوشید شرک) سے کوئی شخص محفوظ نہیں سوائے اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے، کیوں کہ یہ بھی شرک خفی ہے کہ خواہش نفس کو اللہ کی اطاعت پر مقدم رکھا جائے اور مخلوق کی اطاعت میں خالق کی نافرمانی کی جائے، یہ شرک کبیرہ گناہ میں بھی ہو سکتا ہے اور صغیرہ گناہ میں بھی۔ نبی ﷺ نے جو دعا سکھائی ہے وہ شرک سے برائت حاصل کرنے، اس کے اثرات کو دور کرنے اوراس کے مرتکب کے لئے مغفرت الہی سے سرفراز ہونے کا ایک عظیم وسیلہ ہے۔

توحید کو بروئے عمل لانے کا طریقہ یہ ہے کہ دل کے ساتھ اپنے وجود کو بھی اللہ کے سپرد کر دیا جائے، چنانچہ تمام تر اطاعتیں اللہ کے لئے خالص کی جائیں، محبت صرف اسی ذات سے کی جائے، نفرت وعداوت صرف اسی کی خاطر رکھی جائے، دینا بھی اسی کے لئے ہو اور روکنا بھی اسی کی رضا کی خاطر، اس طرح انسان ایمان کے درجہ کمال پر فائز ہو سکتا ہے، ہم اللہ سے اس کے فضل واحسان کی دعا کرتے ہیں۔

**نواں درس:**

## نفاق سے ہوشیار رہیں (۱/۳)

نفاق: یہ ہے کہ ظاہر، باطن کی خلاف ورزی کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

- نفاق اکبر جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔
- نفاق اصغر جو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے۔

-نفاق اکبر یہ ہے کہ بندہ اسلام کو ظاہر کرے اور کفر کو دل میں چھپائے رکھے۔

-نفاق اصغر یہ ہے کہ بندہ کے اندر منافقوں کی بعض ایسی خصلتیں موجود ہوں جو بذات خود اسلام سے خارج نہیں کرتے ہیں، جیسے جھوٹ بولنا، وعدہ کی خلاف ورزی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، جھگڑتے وقت گالی گلوچ کرنا، عہد وپیان توڑنا، ان تمام خصلتوں کو نفاق سے موسوم کیا گیا ہے کیوں کہ ان کے ذریعہ انسان کی ظاہری شخصیت اور اس کی باطنی حقیقت کے درمیان فرق ظاہر ہوتا ہے۔

وہ نفاق اکبر جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اس کے مرتکبین کی دو قسمیں ہیں:

**پہلی قسم:** جس نے حقیقت میں اسلام قبول ہی نہ کیا ہو، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے اسلام کو بطور اسلحہ ظاہر کیا ہو، تاکہ قتل، تعزیر وسزا اور مسلمانوں کی نکیر سے محفوظ رہے، جب کہ وہ درونِ دل سے اللہ اور یوم آخرت کا منکر ہو۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَبِٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨ يُخَـٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩﴾ [سورة البقرة:۸-۹].

ترجمہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَكَٰذِبُونَ ﴿١﴾ ٱتَّخَذُوٓا۟ أَيْمَٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا۟ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٢﴾﴾ [سورة المنافقون:١-٢].

ترجمہ: تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اللہ کی راہ سے رک گئے بیشک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں ۔

**دوسری قسم:** جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے، بایں طور کہ وہ ایسا عمل کرے جو اسلام کے منافی اور دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والا ہو، تاہم وہ اسلام کو ظاہر کرتا رہے، اس قسم میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جن کو یہ پتا ہوتا ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کر کے اسلام سے خارج ہو چکے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس بدگمانی میں رہتے ہیں کہ وہ جو کر رہے ہیں وہ درست کر رہے ہیں۔

اس قسم کے لوگوں میں شک وشبہ اور شش وپنج کا عنصر بکثرت پایا جاتا ہے، کیوں کہ ایسے لوگ کچھ کام تو مسلمانوں والا ضرور کرتے ہیں لیکن کفریہ اعمال اور کذب بیانی سے بھی محفوظ نہیں رہتے۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلۡمُنَـٰفِقِينَ يُخَـٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَهُوَ خَـٰدِعُهُمۡ وَإِذَا قَامُوٓاْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُواْ كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبۡذَبِينَ بَيۡنَ ذَٰلِكَ لَآ إِلَىٰ هَـٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هَـٰٓؤُلَآءِۚ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾﴾ [سورۃ النساء:۱۴۲-۱۴۳].

ترجمہ: بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور یاد الٰہی تو یوں ہی سی برائے نام کرتے ہیں۔ وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔

نیز یہ کہ: ﴿وَمَا مَنَعَهُمۡ أَن تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقَـٰتُهُمۡ إِلَّآ أَنَّهُمۡ كَفَرُواْ بِٱللَّهِ وَبِرَسُولِهِۦ وَلَا يَأۡتُونَ ٱلصَّلَوٰةَ إِلَّا وَهُمۡ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمۡ كَـٰرِهُونَ ﴿٥٤﴾﴾ [سورۃ التوبۃ:۵۴].

ترجمہ: کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور بڑی کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں۔

چونکہ وہ اپنے اعمال سے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں، اس لئے ان کے اعمال شرف قبولیت سے سرفراز نہیں ہوتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کافر کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا۔

نماز کے لئے نہایت کاہلی سے کھڑے ہونا اور اللہ کی راہ میں بے دلی سے خرچ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے وعدہ الٰہی کو سچ اور حق نہیں جانا اور نہ ہی ان کے دل میں لقائے الٰہی کی امید ہے۔

ذکر الٰہی برائے نام کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا ذکر صرف اپنی زبان سے ریاکاری اور منافقت کے طور پر کرتے ہیں، جب کہ ان کے دل میں دین الٰہی کے لئے ذرا بھی محبت نہیں رہتی، اسی وجہ سے وہ شک وشبہ کے دائرے میں شمار ہوتے ہیں، جو نہ تو ظاہری وباطنی اعمال میں کافروں کی طرح ہوتے ہیں اور نہ ہی اپنے ظاہر وباطن سے مومنوں کی مانند ہوتے ہیں۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان میں سے کچھ لوگوں پر شک طاری ہوتا ہے، چنانچہ کبھی اِس گروہ میں شامل ہوتے ہیں تو کبھی اُس گروہ میں: ﴿كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوۡاْ فِيهِ وَإِذَآ أَظۡلَمَ عَلَيۡهِمۡ قَامُواْۚ﴾ [سورة البقرة:۲۰].

ترجمہ: جب ان کے لئے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو ماری ماری پھرتی ہو دو گلّوں کے درمیان یعنی دو ریوڑ کے درمیان کبھی اس ریوڑ میں جھک پڑتی ہو اور کبھی اس میں)۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسند امام احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: (دو ریوڑ کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو، یہ سمجھنے سے قاصر ہو کہ اِس کی پیروی کرے یا اُس کی؟)۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت مطہرہ میں منافقوں کے اعمال، ان کی خصلتوں، نشانیوں اور دنیا وآخرت میں ملنے والی سزاؤں کی پوری وضاحت فرمائی ہے، نیز یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ مومن ان کے ساتھ کیسے برتاؤ کریں اور واجبی طور پر نفاق اور منافق سے ہوشیار

رہیں، کیوں کہ وہ سب سے بڑے دشمن اور سب سے سنگین خطرہ ہیں، اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا:﴿ هُمُ ٱلۡعَدُوُّ فَٱحۡذَرۡهُمۡۚ ﴾ [سورة المنافقون:۴].

ترجمہ: یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو۔

اس لئے مومن پر یہ فرض بنتا ہے کہ ان کی سازش اور مکاری سے ہوشیار رہیں، کفر وطغیان، فسق وفجور اور معصیت ونافرمانی کے جن اعمال کو وہ خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہیں، ان سے دھوکا نہ کھائیں، بلکہ ان کے اخلاق بد اور اوصاف مذمومہ سے اپنے دامن کو پاک رکھیں۔

**فصل:** دونوں ہی قسم کے منافقوں کے نفاق میں تفاوت پایا جاتا ہے، ان میں سے بعض کا نفاق اور کفر دوسرے منافقین کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے:

- کچھ نفاق میں سرکشی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں، ایسے لوگ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی اور ان کے خلاف مکاری کرنے میں بہت سخت ہوتے ہیں، یہ مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کے لئے گھات میں لگے ہوتے ہیں، ان کے درمیان فتنہ پھیلانے میں پیش پیش رہتے اور ان کو ذلیل ورسوا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، ساتھ ہی کافروں کے معاملہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور ان کے لئے مسلمانوں کے خلاف راہ ہموار کرتے ہیں، اس غرض سے وہ مختلف قسم کی افواہیں، بے سروپا باتیں اور باطل پروپیگنڈے پھیلاتے ہیں، شبہات کو ابھارتے، شہوت کو مزین کرکے پیش کرتے، اخلاقی برائیوں کو رواج دیتے، اپنی گندی سازشوں اور دسیسہ کاریوں کے ذریعہ مسلمانوں کی ذات اور ان کے عزت وناموس کو ٹھیس پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں، اور دینی ودنیاوی معاملات میں ان پر تنگی اور دباؤ پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ہیں۔

دعوت الی اللہ سے لوگوں کو متنفر کرتے، جہاد سے بہکاتے، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے برگشتہ کرتے ہیں، اپنے ان فساد انگیز کاموں کو اصلاح سے موسوم کرتے اور مومنوں کو جہالت وحماقت اور کم علمی ونادانی سے متصف کرتے ہیں۔

حکم الہی کو نافذ کرنے سے دور بھاگتے ہیں، طاغوت کی حکومت اور فیصلے کو چاہتے اور سراہتے ہیں، راہ الہی میں جہاد کرنے والوں سے نفرت رکھتے اور اسلام اور مسلمانوں کی نصرت ومدد کرنے والوں کو دشمن جانتے ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: " انصاریوں سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے نفرت کرنا نفاق کی علامت ہے "۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

چونکہ انصار صحابہ کرام نے دین کی نصرت ومدد کی تھی، اس لئے ان سے نفرت رکھنے والوں کی نفرت کو ان کے نفاق کی واضح نشانی بتایا گیا ہے۔

منافقوں کے اعمال کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ برائی کا حکم دیتے، بھلائی سے روکتے اور راہ الہی میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب مومنوں کو کسی مصیبت یا آزمائش کا سامنا ہوتا ہے تو یہ خوش ہوتے اور مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اور جب مومنوں کو خیر وبھلائی اور نصرت وبلندی حاصل ہوتی ہے تو یہ ان پر ناگوار گزرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی ایک بڑی صفت اور امتیازی علامت یہ ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں، ان کے پاس جاکر مسلمانوں کا راز فاش کرتے ہیں، انہیں مسلمانوں کے خلاف ورغلاتے اور جنگ کے لئے آمادہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو زیر کرنے کے لئے ان سے کمک اور مدد طلب کرتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ بَشِّرِ ٱلْمُنَٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ ٱلَّذِينَ يَتَّخِذُونَ ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ ٱلْعِزَّةَ فَإِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلْكِتَٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا

تَقْعُدُواْ مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُواْ فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِۦٓۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْۗ إِنَّ ٱللَّهَ جَامِعُ ٱلْمُنَٰفِقِينَ
وَٱلْكَٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾ ٱلَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ ٱللَّهِ
قَالُوٓاْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَٰفِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوٓاْ أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ
وَنَمْنَعْكُم مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَۚ فَٱللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِۗ وَلَن يَجْعَلَ ٱللَّهُ لِلْكَٰفِرِينَ
عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿١٤١﴾ ﴾ [سورۃ النساء:۱۳۸-۱۴۱].

ترجمہ: منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے۔ جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔ یہ لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے رہتے ہیں پھر اگر تمہیں اللہ فتح دے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہ بچایا تھا؟ پس قیامت میں خود اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہر گز راہ نہ دے گا۔

مذکورہ اعمال مختلف قسم کے منافقین انجام دیتے ہیں، کچھ منافقین ان تمام اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں تو کچھ ان میں سے چند کا، ہر وہ شخص جو اسلام ظاہر کرے اور اس کے بعد دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والے عمل کا ارتکاب کرے تو وہ منافق اور کافر شمار کیا جائے گا۔

- کچھ منافقین ایسے ہوتے ہیں جو اسلام اور کفر کے درمیان ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں، کبھی تو ظاہری و باطنی ہر دو طریقے سے مسلمانوں جیسے اعمال کرتے ہیں، اور کبھی اسلام سے خارج کر دینے والے عمل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، اس طرح وہ اسلام اور کفر کے درمیان تردد اور تذبذب کے شکار رہتے ہیں، دین کو اللہ کے لئے خالص نہیں رکھتے، نہ ہی اسلام پر ثابت قدم رہتے ہیں اور نہ وعدہ الہی کی تصدیق کرتے ہیں۔

آزمائش کے وقت ان کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ان کا نفاق ظاہر ہو جاتا اور پردہ فاش ہو جاتا ہے، بطور سزا ان کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور ان کے تمام احوال و اعمال میں تردد اور شس و پنج کا خمیر ڈال دیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ حق کو جاننے کے بعد اسے ٹھکرا دیتے ہیں، اللہ کے وعظ و نصیحت پر کان نہیں دھرتے اور نہ رب کی رہنمائی قبول کرتے ہیں، ساتھ ہی وہ اللہ اور رسول کے وعدے پر یقین بھی نہیں رکھتے، ہدایت سے جی چرانے اور حق سے آنکھ موندنے کی عادت ان کے دلوں پر غالب آجاتی ہے، دنیا کو ترجیح دینے اور خواہش نفس کی اتباع کرنے کی عادت ان کے اندر رچ بس جاتی ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٣﴾ ﴾ [سورۃ المنافقون:۳].

ترجمہ: یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے ۔

مزید اللہ فرماتا ہے: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ ثُمَّ ٱزْدَادُوا۟ كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًۢا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ ٱلْمُنَٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ ﴾ [سورۃ النساء:۱۳۷-۱۳۸].

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے پھر کفر کیا، پھر ایمان لا کر پھر کفر کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے، اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں راہ ہدایت سمجھائے گا۔ منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچادو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے۔

اس قسم کے منافقین دین سے خارج کر دینے والے کفریہ اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں، جیسے فتنوں اور مصیبت کے اوقات میں کافروں سے سانٹھ گانٹھ رکھنا، دین کا مذاق اڑانا، اللہ اور رسول اللہ کے خلاف زبان طعن دراز کرنا، شریعت کے احکام کو نافذ کرنے سے دور بھاگنا، طاغوت کے قوانین کو نافذ کرنے میں دلچسپی رکھنا، اللہ کے وعدہ کو جھٹلانا، اور اس طرح کے دیگر ایسے قولی، عملی اور اعتقادی خرافات کا ارتکاب کرنا جن سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

بندہ بسا اوقات صرف ایک بات کی وجہ سے بھی کفر کا مرتکب قرار پاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ مَا قَالُوا۟ وَلَقَدْ قَالُوا۟ كَلِمَةَ ٱلْكُفْرِ وَكَفَرُوا۟ بَعْدَ إِسْلَـٰمِهِمْ ﴾ [سورة التوبة: ۷۴].

ترجمہ: یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا، حالانکہ یقیناً کفر کا کلمہ ان کی زبان سے نکل چکا ہے اور یہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔

یہ لوگ کافر اس لئے قرار پائے کیوں کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفریہ بات کی۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی (کفریہ) بات کرنے کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا، جب کہ میں تم میں سے ایک انسان کو ایک ہی نشست میں اس طرح کی بات چار دفعہ بولتے ہوئے سنتا ہوں۔ تم ضرور بالضرور بھلائی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور بھلائی کی رغبت دلاتے رہنا، ورنہ تم سب کو اللہ تعالی اپنے غیظ وغضب سے عذاب میں مبتلا کر دے گا، یا تمہارے اوپر تم ہی میں سے بدترین لوگوں کو مسلط کر دے گا، پھر تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے لیکن دعا قبول نہ کی جائے گی"۔ اسے احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:" بندہ اللہ کی رضا مندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔"۔

حضرت علقمہ بن وقاص اللیثی حضرت بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:" آدمی اللہ کی رضا مندی کے لئے بات بولتا ہے، وہ یہ گمان بھی نہیں کرتا کہ وہ بات اتنی اہم ہو گی جتنی اہمیت اسے حاصل ہوتی ہے، اس بات کی وجہ سے اللہ تعالی تا قیامت اس کے لئے اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے، دوسرا انسان ایسی بات کرتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہے، وہ یہ گمان بھی نہیں کرتا کہ وہ بات اتنی سنگین ہو گی جتنی سنگین واقع ہوتی ہے، اس کی وجہ سے اللہ تعالی قیامت تک کے لئے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے"۔ اسے امام مالک نے موطا میں اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے کہ:"علقمہ کہا کرتے تھے کہ: کتنی ہی باتیں ایسی ہیں جن کو بولنے سے بلال بن الحارث کی حدیث نے مجھے روک دیا"۔

امام بیہقی نے محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بے کار سا انسان تھا جو حاکموں کے پاس جاتا اور انہیں ہنسایا کرتا تھا، اس شخص سے میرے دادا نے کہا:" اے فلاں تمہاری بربادی ہو، تم ان کے پاس جا کر انہیں ہنساتے کیوں ہو؟! میں نے بلال بن الحارث المزنی جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، کو کہتے ہوئے سنا...."اس کے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث پیش کی۔

چنانچہ زبان کی سنگینی بڑی عظیم اور بات کا معاملہ بڑا اہم ہے، جو شخص اپنی باتوں کو شمار کرتا ہے وہ باتوں میں احتیاط کرنے لگتا ہے، اس پر تقوی و پرہیز گاری کے اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں، کیوں کہ جب انسان دین کے معاملے میں کمزور ہونے کے ساتھ گفتگو میں بھی لاپرواہی برتے تو وہ اس

خطرہ سے مامون نہیں رہتا کہ اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی اور غضب کا باعث بنے، یا وہ کوئی ایسی بات بولے جس کی وجہ سے انسان کفر کا مرتکب اور دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (اللہ کی پناہ)۔

یہ ایسی چیز ہے جو فتنے کے وقت بکثرت واقع ہوتی ہے، بطور خاص آخری زمانے میں، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جلدی جلدی نیک کام کر لو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے، صبح کو آدمی ایماندار رہو گا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار رہو گا اور صبح کو کافر ہو گا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے"۔

اللہ سے ہم سلامتی اور عافیت کے خواستگوار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے غیظ و غضب اور سزا سے محفوظ رکھے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اس بات سے شدید خائف رہتے تھے کہ کہیں ان سے کوئی منافقانہ عمل نہ سرزد ہو جائے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ: "ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ: میں نبی اکرم ﷺ کے تیس صحابہ سے ملا، ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا، ان میں کوئی یوں نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل و میکائیل کے ایمان جیسا ہے۔

حسن بصری سے منقول ہے: نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے۔"۔

زید بن وہب کہتے ہیں: "ایک منافق کا انتقال ہو گیا تو حذیفہ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، اس پر حضرت عمر نے ان سے کہا: کیا وہ شخص انہی - منافقوں - میں سے ہے (جن کے نام نبی ﷺ نے تمہیں رازدارانہ انداز میں بتائے تھے)۔

حذیفہ نے کہا: ہاں۔

حضرت عمر نے کہا: خدارا مجھے بتاؤ کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟

حذیفہ نے کہا: نہیں، اور میں آپ کے بعد کسی کو بھی یہ بات نہیں بتاؤں گا)۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راز دارانہ انداز میں منافقوں کے نام بتائے تھے، وہ منافقوں کے احوال، احکام اور منافقانہ اعمال سے اس امت میں سب سے زیادہ باخبر تھے، صحابہ کرام بھی اس معاملہ میں ان کی اس قدر ومنزلت سے واقف تھے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی جنازہ پیش ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ پر نگاہ رکھتے، اگر دیکھتے کہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تو وہ بھی اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، بلکہ کسی دوسرے کو امامت کے لئے بڑھا دیتے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشانہ ہو۔

دسواں درس:

## نفاق سے ہوشیار رہیں (۲/۳)

منافقت سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ عزیز وبرتر کے بتائے ہوئے طریقے کی پیروی کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالی نے منافقین کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُواْ مَا يُوعَظُونَ بِهِۦ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾ وَإِذًا لَّأَتَيْنَٰهُم مِّن لَّدُنَّآ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾ وَلَهَدَيْنَٰهُمْ صِرَٰطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٦٨﴾ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ ذَٰلِكَ ٱلْفَضْلُ مِنَ ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧٠﴾﴾ [سورۃ النساء:٦٦-٧٠].

ترجمہ: اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لئے بہتر اور بہت زیادہ مضبوطی والا ہے اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں۔ اور یقیناً انہیں راہ راست دکھا دیں۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔

اس سے آپ کو یہ بخوبی اندازہ ہو گیا کہ منافقوں کو اتنے عظیم خسارے سے دوچار اس لئے ہونا پڑا کیوں کہ انہوں نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے اعراض برتا، اس طرح وہ اللہ عزیز وبرتر کی رضا وخوشنودی، اس کے فضل واحسان، رحم وکرم، عظیم اجر وثواب، انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی رفاقت سے محروم ہو گئے، انہوں نے بدترین اعمال کا ارتکاب کیا جیسے اللہ ورسول کو جھٹلانا، اللہ سے بدگمانی رکھنا، اللہ کے غیظ وغضب کو بھڑکانے والے اعمال کا ارتکاب کرنا، اللہ کو جو اعمال محبوب اور پسندیدہ ہیں، ان کو ناگوار سمجھنا، قول وعمل سے دین الہی کے خلاف جدوجہد کرنا،

اہل کتاب اور مشرکین جیسے کافروں کے ساتھ دوستی رچانا، مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا اور مومنوں کو ایذا پہنچانا۔ یہ ان کی وہ بد اعمالیاں اور سنگین جرائم ہیں جن کے سبب وہ سخت عذاب کے مستحق قرار پائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيُعَذِّبَ ٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلْمُشْرِكِينَ وَٱلْمُشْرِكَٰتِ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ ٱلسَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٦﴾﴾ [سورة الفتح:٦].

ترجمہ: اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، (دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے، اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ ٱتَّبَعُوا۟ مَآ أَسْخَطَ ٱللَّهَ وَكَرِهُوا۟ رِضْوَٰنَهُۥ فَأَحْبَطَ أَعْمَٰلَهُمْ ﴿٢٨﴾﴾ [سورة محمد:٢٨].

ترجمہ: یہ اس بنا پر کہ وہ اس راہ پر چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو برا جانا، تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے ۔

چونکہ ان کے ظاہری اعمال ان کے باطن کے خلاف تھے، اس لئے وہ بڑی مذموم برائیوں کے شکار ہوئے، جیسے جھوٹ اور دروغ گوئی، غداری و مکاری، خیانت، فسق وفجور اور وعدہ خلافی، یہ ان کے ایسے اوصاف تھے جن سے ان کی پہچان ہونے لگی۔

**فصل:** منافقوں کے اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں:

**پہلی قسم: کفریہ اعمال**

جس نے ان کا ارتکاب کیا اس نے اللہ عزیز و برتر کے ساتھ کفر کیا اور دین اسلام سے خارج ہو گیا، خواہ نماز وروزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان ہی کیوں نہ گردانتا ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ: اللہ اور رسول کو جھٹلائے، اللہ، اس کے رسول اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑائے، ان کے بارے میں دشنام طرازی کرے اور انہیں برا جانے، نیز کافروں سے دوستی رکھے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرے۔

یہ وہ اعمال ہیں جو اسلام کے منافی ہیں، جو ان کا ارتکاب کرے گا وہ مومن نہیں بلکہ اللہ عزیز وبرتر کے ساتھ کفر کا مرتکب اور دین اسلام سے خارج شمار کیا جائے گا، اگر وہ اپنے اعمال سے اسلام کا مظاہرہ کر رہا ہو تو بھی نفاق اکبر کے زمرے میں شامل ہو گا۔

اس قسم کے نفاق کو بعض علماء نفاق اعتقادی سے تعبیر کرتے ہیں، یہ اس بنا پر کہ دل اپنی فطری حالت سے پلٹ کر کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو اہل ایمان کے دل سے ان کفریہ اقوال واعمال کا صدور نہیں ہوتا، اس سے علماء کی مراد قطعا یہ نہیں ہوتی کہ نفاق اکبر اعتقادی اعمال میں ہی محصور رہوتا ہے۔

**دوسری قسم: مذموم اعمال واوصاف**

اگرچہ یہ اوصاف واعمال بذات خود کفر کا باعث نہیں ہوتے ہیں، تاہم یہ تمام اوصاف واعمال اسی کے اندر یکجا ہو سکتے ہیں جو خالص منافق ہو، اس لئے مومن کو ان اوصاف واعمال سے ہوشیار رہنا چاہئے تاکہ نفاق کی کوئی خصلت ان کے اندر پیدا نہ ہو سکے، اسی کو نبی ﷺ نے ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے: " منافق کی نشانیاں تین ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو

خلاف ورزی کرے، جب امانت لے تو اس میں خیانت کرے"۔ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔

صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے:"منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزے رکھتا ہو اور نمازیں پڑھتا ہو اور خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہو"۔

مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں:" تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس آدمی کے اندر وہ موجود ہوں، وہ خالص منافق ہوتا ہے...."۔

صحیحین میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جس میں چار باتیں ہوں گی، وہ تو پکا منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک ہی خصلت ہے، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے، ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرے یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے، تیسرے یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، چوتھے یہ کہ جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے"۔

جس شخص کی یہ عادت ہو کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے ، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے، ایسا شخص پکا منافق ہے، اس حدیث میں وارد لفظِ (إذا) تکرار اور کثرت پر دلالت کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس انسان سے یہ عمل کبھی کبھی شاذ ونادر صادر ہو، اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے گناہ کیا اور ایک منافقانہ عمل کا ارتکاب کیا، تاہم اس وقت تک اس کے سلسلے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ منافق ہے یا یہ کہ اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے، جب تک کہ یہ اس کی عادت اور پہچان نہ بن جائے۔

**فصل:** جس کے دل میں نفاق اور ایمان دونوں یکجا ہوں۔

جہاں تک نفاق اکبر کا معاملہ ہے تو یہ ایمان کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کا مرتکب اللہ عزیز وبرتر کا منکر اور کافر ہے، اگرچہ نماز وروزہ کی پابندی کرے اور خود کو مسلمان گردانے، اس لئے کہ کفر انسان کے تمام اعمال کو اکارت کردیتا ہے اور ایمان وکفر ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝٥﴾ [سورۃ المائدۃ:۵].

ترجمہ: منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

رہی بات نفاق اصغر کی تو اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے، بسا اوقات مسلمان کے دل میں بھی نفاق اصغر کی بعض خصلتیں موجود ہوسکتی ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ذکر کردہ حدیث سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مرجائے اور جہاد نہ کرے اور نہ ہی جہاد کی نیت کرے تو وہ منافقوں کے طریقے پر مرا"۔ صحیح مسلم

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "دل کی چار قسمیں ہیں:

- مائل اور جھکا ہوا دل جو کہ منافق کا دل ہے۔
- بند اور ڈھکا ہوا دل جو کہ کافر کا دل ہے۔
- خالی دل گویا کہ اس میں چراغ ہو جو روشنی بکھیر رہا ہو، یہ مومن کا دل ہے۔
- ایسا دل میں جس میں نفاق اور ایمان دونوں یکجا ہوں، اس کی مثال ایسے زخم کی ہے جس سے خون اور پیپ رس رہے ہوں، نیز اس کی مثال اس درخت کی طرح بھی ہے جس کو پاک اور گندا دونوں قسم کا پانی سینچ رہا ہو، ان میں سے جو غالب آجائے اسی کی خصلت اس پر غالب ہوتی ہے"۔ اسے

ابن ابی شیبہ نے مصنف کے اندر کتاب الایمان میں روایت کیاہے اور البانی نے اسے صحیح کہاہے، تاہم کچھ علماء نے منقطع ہونے کی وجہ سے اسے معلول کہاہے، لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔

حدیث میں وارد "قلب مصفح" سے مراد مائل اور جھکا ہوا دل ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:"دل کے اندر ایمان کی شروعات چھوٹے سے سفید نقطے کی شکل میں ہوتی ہے، جیسے جیسے ایمان بڑھتاہے، اس نقطہ کی سفیدی بھی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ پورا دل سفیدی سے اجالا ہو جاتا ہے، اور دل میں نفاق کی شروعات کالے دھبے کی شکل میں ہوتی ہے، جیسے جیسے نفاق میں اضافہ ہوتا ہے اس کی تاریکی بھی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ پورے دل پر کالی چھا جاتی ہے"۔ اسے ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیاہے۔

حدیث میں وارد اللمظۃ سے مراد چھوٹا سا نقطہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ انسان کے اندر نفاق پایا جاسکتاہے جو اس کے ایمان اور اللہ عزیز وبرتر کی اطاعت کے بقدر گھٹتا بڑھتا رہتاہے، کچھ لوگوں کے اندر نفاق کے چند شائبے پائے جاسکتے ہیں، جیسے ایک آدھ دفعہ ان سے جھوٹ سرزد ہو جائے اور کبھی کبھار وہ وعدہ خلافی کر جائیں۔ وغیرہ

جب کہ کچھ لوگوں سے ان اعمال کا صدور بکثرت ہوتاہے، ساتھ ہی وہ ذکر الہی کا اہتمام کم کرتے اور بارہا اللہ کے حدود کو تجاوز کر جاتے ہیں، وہ اس طور پر کہ محرمات کا ارتکاب کرتے، فرائض میں کوتاہی برتتے، شہوت پسندی میں غلطاں رہتے اور شبہات سے دھوکا کھاتے ہیں، ایسے لوگوں کے دل میں نفاق زیادہ اور ایمان کم ہوتاہے، بلکہ کچھ ایسے بھی مسلمان پائے جاتے ہیں جو نماز پڑھتے بھی ہیں تو تاخیر سے، وہ بھی نہایت تیزی کے ساتھ اور برے انداز میں۔ جیساکہ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:" یہ

منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان آجائے تو اٹھے اور چار ٹھونگیں مار لے، اور ان میں اللہ کو تھوڑا ہی یاد کرے"۔ صحیح مسلم

یہ اس شخص کی بات ہے جس کے دل پر نفاق اس قدر غالب آگیا ہو کہ وہ منافق کہلانے کا مستحق ہو چکا ہو، حالانکہ اس کے دل میں ایمان کی اتنی رمق باقی ہو جو اسے بالکلیہ نماز ترک کرنے سے روک رہی ہو۔

اس قسم کے لوگوں سے ریاء اصغر اور شہرت طلبی کا صدور بکثرت ہوتا ہے، نیز ان سے وہ اعمال بھی کثرت سے سرزد ہوتے ہیں جن کے سبب بعض اعمال غارت ہو جاتے ہیں، جیسے احسان جتلانا، صدقہ دیکر تکلیف پہنچانا، اخروی عمل کے ذریعہ دنیا کمانا، اور تنہائی میں محرمات کا ارتکاب کرنا۔

ایسے لوگ اس عظیم خطرے کے گھیرے میں ہوتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ لاپرواہی انہیں دین الٰہی سے برگشتہ اور خارج نہ کر دے، اس نفاق پر جس انسان کی موت ہو جائے اور اس کے دل میں ایمان بھی موجود ہو تو اس کا شمار کبیرہ گناہوں کے ان مرتکبین میں ہو گا جنہیں اللہ نے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے، لیکن چونکہ ان کے اندر اسلام باقی تھا اس لئے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں نہیں رہیں گے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو، اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے جب کہ وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے۔ (یہاں راوی کو شک ہو گیا ہے کہ اوپر کے راوی نے کون سا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اگ آئیں گے جس طرح ندی کے کنارے دانے اگ آتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے"۔ اسے امام بخاری نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تاہم جو انسان کسی ایسے عمل کا ارتکاب کرے جسے نواقض اسلام (دین کے منافی اعمال) میں شمار کیا جاتا ہے، مثلا اللہ اور رسول اللہ کا مذاق اڑائے اور ان کے خلاف دشنام طرازی کرے، مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستی اور ساز باز رکھے، ایسا کرنے والا کافر اور دین سے خارج ہے، اس کے دل سے ایمان کلی طور پر نکل چکا ہے، والعیاذ باللہ۔

## فصل: منافق کی توبہ

جب منافق موت سے پہلے توبہ کرلے، اپنے عمل کی اصلاح کرلے، اللہ کی رسی کو تھام لے اور اپنے دین کو اللہ عزیز و برتر کے لئے خالص کرلے تو اس کی توبہ قابل قبول اور درست ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَٱعْتَصَمُوا۟ بِٱللَّهِ وَأَخْلَصُوا۟ دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَعَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾﴾ [سورۃ النساء: ۱۴۵-۱۴۷].

ترجمہ: منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ ہاں جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور باایمان رہو، اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

یہی صورت حال اس مسلمان کی بھی ہے جس کے اندر نفاق کی کوئی خصلت ہو، اگر وہ توبہ کر کے اس خصلت سے باز آجائے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اس طرح وہ نفاق سے بری ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں ایک دلچسپ نکتہ اور لطیف واقعہ ہے جسے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے سامنے پیش کیا تھا، ہوا یوں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور سلام عرض کیا اور فرمایا: "تم سے بہتر قوم کے اندر بھی نفاق پایا جاتا تھا!!"۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود مسکرانے لگے کیوں کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مراد سمجھ گئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے کہا: سبحان اللہ (یہ کیسے ہو سکتا ہے)، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ﴾ ترجمہ: منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے۔

جب مجلس برخواست ہوئی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسود بن یزید النخعی سے کہا جو کہ ابن مسعود کے شاگردوں میں سے تھے: "اس قوم کے اندر بھی نفاق موجود تھا جو تم سے بہتر تھی، لیکن انہوں نے توبہ کیا اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی"۔

اس روایت میں ہے کہ: "چونکہ انہوں نے توبہ کر لیا اس لئے وہ تم سے بہتر قرار پائے"۔

ان کی مراد وہ چند لوگ تھے جو عہد نبوی ﷺ میں منافق تھے، لیکن انہوں نے توبہ کر کے اپنے اعمال کی اصلاح اور اسلام کو درست کر لیا تو ایسے لوگ صحبت نبوی اور جہاد فی سبیل اللہ کے سبب بعد میں آنے والے تابعین سے زیادہ افضل قرار پائے۔ اس قصہ کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

**فصل:** مومن کے اوپر یہ واجب ہے کہ ایسی نیکیوں سے اپنے دامن مراد کو بھریں جو انہیں نفاق کی خصلت اور منافقوں کے اعمال سے نجات دلا سکیں، جیسے توبہ و استغفار کا بکثرت اہتمام، اللہ

کے مقرر کردہ حدود کی پاسداری، احکام الہی کی تعظیم، شرک اور مشرکوں سے براءت ودوری، نماز کا قیام، زکاۃ کی ادائگی، اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمانوں کے ائمہ اور ان کی عوام کے تیئں نصح وخیر خواہی۔

نیز یہ اعمال بھی اس میں شامل ہیں: راہ الہی میں جہاد کرنے کی محبت اور اپنے دل میں اس کی تمنا اور آرزو رکھنا۔ بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، حق اور صبر کی نصیحت ووصیت کرنا، ایمان اور احتساب اجر کے ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور راہ الہی میں خرچ کرنے کی رغبت دلانا۔

جس نے یہ اعمال انجام دئے وہ نفاق سے بری ہے۔

مسند احمد وغیرہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے اپنی نیکی خوشگوار اور برائی ناگوار لگے وہ مومن ہے"۔

چنانچہ جو انسان کسی گناہ کا شکار ہو لیکن اسے یہ گناہ ناگوار معلوم ہو تو یہ اس کے ایمان کی درستگی کی علامت ہے، نیز اس بات کی زیادہ امید ہے کہ وہ انسان اپنے گناہ سے توبہ واستغفار کرلے گا، لیکن جو شخص اپنے گناہ سے خوش ہو اور برائی بھی اسے بھلی معلوم ہوتی ہو تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے دل میں نفاق ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافق کے اندر دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں: حسن اخلاق اور دین کی سمجھ"۔ اس حدیث کو امام البانی نے صحیح کہا ہے۔

**گیارہواں درس:**

## نفاق سے ہوشیار رہیں (۳/۳)

**منافق کی سزا:** اللہ تعالی نے منافقوں کے لئے دنیا اور آخرت میں نہایت بدترین اور سخت عذاب مقرر کیا ہے:

دنیا میں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کے دل میں مہر لگادی جاتی ہے، فقہ ومعرفت اور علم وہدایت سے انہیں محروم کر دیا جاتا ہے، اور ان کے دلوں میں ایسا شک وتردد پیدا کر دیا جاتا ہے جو زندگی بھر ان کے ساتھ لگا رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ بہت حیران وششدر رہتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے اللہ اور مومنوں کے ساتھ چالبازی کرنی چاہی تو ان کی چال بازی کا وبال خود ان کے اوپر لوٹ آیا، اپنے کئے کا مزا خود انہیں چکھنا پڑا اور مکاری کے جال میں وہ خود پھنس گئے، چنانچہ جب جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش اور مکاری کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کی سازش کو خود ان کے لئے بھیانک سزا میں بدل دیتا ہے، لیکن وہ سمجھ نہیں پاتے، لہذا وہ کفریہ اعمال اور منافقانہ روش پر قائم رہتے ہیں اور ان کی سزا بھی بڑھتی رہتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝٣﴾ [سورۃ المنافقون:۳].

ترجمہ: ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝١٦ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝١٧ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝١٨﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۶-۱۸].

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا، پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں لوٹتے۔

اللہ مزید فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَهُوَ خَٰدِعُهُمْ﴾ [سورۃ النساء:۱۴۲].

ترجمہ: بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے۔

اللہ تعالی ان کی چال بازی کا بدلہ اس طرح دیتا ہے کہ ان کے کاموں کو ہی خود ان کے لئے سزا بنا دیتا ہے، یہ سزا اس لئے انہیں ملتی ہے کہ وہ بدکرداری و بدگفتاری کا مظاہرہ کرتے ہیں، اللہ عزیز و برتر سے بدگمانی رکھتے ہیں، اللہ اور مومنوں کے ساتھ چال بازی و مکاری کرتے اور دین الہی کے خلاف سازشی جال بنتے ہیں۔

وہ اپنے ان اعمال سے خود اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩﴾ [سورۃ البقرۃ:۹].

ترجمہ: اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنے ساتھ فریب کر رہے ہوتے ہیں، بلکہ وہ اپنے ذہن و دل میں بے معنی خوابوں اور لاحاصل آرزوؤں کی ایک دنیا سجائے ہوئے ہوتے ہیں، جس کے فریب و فتنہ میں خیرہ چشم ہو کر اس کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں، انجام کار گناہ و معصیت، کفر

وبے ایمانی، بے راہ روی ونافرمانی اور گمراہی کا ایک لامتناہی سلسلہ ان کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہتاہے، جب کہ وہ اس غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ وہ نیکی کر رہے ہیں۔

ان تمام اعمال سے وہ صرف اپنے آپ کا نقصان کر رہے ہوتے ہیں، اللہ ورسول اور اللہ عزیز وبرتر کے راستے پر چلنے والے مومنوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ انہیں دنیا کے اندر جو سزائیں دی جاتی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ انہیں مال ودولت اور آل واولاد کے ذریعہ اس وقت تک مسلسل سزا دی جاتی رہتی ہے جب تک کہ ان کی جان نہ نکل جائے، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (٨٥) ﴾ [سورة التوبة:٨٥].

ترجمہ: آپ کو ان کے مال واولاد کچھ بھی بھلے نہ لگیں، اللہ کی چاہت یہی ہے کہ انہیں ان چیزوں سے دنیوی سزا دے اور یہ اپنی جانیں نکلنے تک کافر ہی رہیں۔

ان کو اس طرح بھی سزا دی جاتی ہے کہ: اللہ تعالی لوگوں کے دلوں میں ان کی نفرت ڈال دیتا ہے، خواہ وہ ان سے دوستی رچانے کی جتنی چاہیں جتن کرلیں، یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنی چاہی، دنیا کو آخرت پر ترجیح دیا، اللہ کی ناراضگی مول لیا اور اس کی رضامندی کو ناپسند کیا، ہدایت الٰہی سے اعراض برتا اور اپنے آپ کو مختلف قسم کے خوف وہراس، حزن وملال، ضلالت وگمراہی اور شقاوت وبدبختی میں مبتلا کر دیا جسے اللہ نے اپنی ہدایت سے منہ موڑنے والوں پر مقرر کر دیا ہے۔

اللہ تعالی ان میں سے ایک گروہ کے بارے میں گویا ہے:

﴿ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (١١٠) ﴾ [سورة التوبة:١١٠].

ترجمہ: ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ان کے دلوں میں شک کی بنیاد بن کر کھٹکتی رہے گی، ہاں مگر ان کے دل ہی اگر پاش پاش ہو جائیں تو خیر، اور اللہ تعالی بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: إلا أن تقطع قلوبهم میں جو استثناء ہے وہ بطور استہزاء وارد ہوا ہے، جو کہ اللہ کی طرف سے ان کے حق میں تحقیر واستہزاء کے لئے ان کے اس عمل پر بطور سزا استعمال ہوا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف چالبازی کی، ان کا مذاق اڑایا، ان کو شبہات میں مبتلا کرنے اور راہ الہی سے برگشتہ وگمراہ کرنے کے لئے سازشیں رچی، اس لئے اللہ نے ان کے لئے جو سزائیں مقرر فرمائی ان میں یہ بھی ہے کہ ان کے دل میں قیامت تک کے لئے شک پیدا کر دیا۔

وہ سزائیں اس پر مستزاد ہیں جو انہیں کچھ اعمال بد کی وجہ سے خصوصی طور پر ملتی ہیں، کیوں کہ اللہ تعالی نے کچھ گناہوں پر خصوصی سزائیں بھی مقرر فرمائی ہیں تاکہ جو جیسا کرے اس کو ویسی ہی سزا دی جائے، جیسا کہ اللہ نے ان کے ایک گروہ کے بارے میں فرمایا: ﴿ ٱلَّذِينَ يَلۡمِزُونَ ٱلۡمُطَّوِّعِينَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ فِي ٱلصَّدَقَٰتِ وَٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهۡدَهُمۡ فَيَسۡخَرُونَ مِنۡهُمۡ سَخِرَ ٱللَّهُ مِنۡهُمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ ﴾ [سورة التوبة:۷۹].

ترجمہ: جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت ومزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چونکہ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے مومنوں کا مذاق اڑایا، اس لئے اللہ نے ہم مثل سزا دیتے ہوئے ان کا تمسخر فرمایا۔

منافقین بکثرت ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جن کی ہم مثل سزا آخرت سے پہلے دنیا کے اندر ہی ان کو دی جاتی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مسلمان کی عیب جوئی کرے گا اللہ تعالی اس کی عیب جوئی کرے گا، جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اللہ تعالی اس کو نقصان پہنچائے گا، جو کسی مسلمان کے ساتھ دشواری اور مشقت پیدا کرے گا اللہ تعالی اس کے ساتھ مشقت پیدا کرے گا، جو کسی مسلمان کو رسوا کرے گا اللہ اسے رسوا کرے گا اور جو کسی مسلمان پر تشدد کرے گا اللہ تعالی اس پر تشدد فرمائے گا۔

منافقین نہایت مکار ہوتے ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَحِيقُ ٱلْمَكْرُ ٱلسَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِۦ﴾ [سورۃ فاطر:۴۳].

ترجمہ: بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں پر ہی پڑتا ہے۔

یہ تھی اس بات کی وضاحت کہ دنیا میں کس طرح انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔

**برزخ کی سزا:** جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں اور انہیں قبروں میں ڈال دیا جاتا ہے تو وہ بڑے دردناک عذاب، دائمی بدبختی اور لامتناہی حسرت سے دوچار ہوتے ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرکے اس کے لوگ پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھ جہنم کا اپنا ایک ٹھکانا لیکن اللہ تعالی نے جنت میں تیرے لئے ایک مکان اس کے بدلے میں بنایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائے جاتے ہیں اور رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہتا رہا، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ سمجھا اور

نہ اچھے لوگوں کی پیروی کی۔اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقہ سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے"۔

ان کے علاوہ کچھ گناہوں پر مرتب ہونے والے خصوصی عذاب سے بھی انہیں دوچار ہونا پڑے گا، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کرتا اور فرض نماز چھوڑ کر نیند میں غوطہ زن رہتا ہے، اسے بھی قبر میں سزا دی جائے گی، اسی طرح زناکار، سود خور، چغلخور، غیبت کرنے والا اور دروغ گو، زکوۃ سے منہ چرانے والے اور ناجائز طریقے سے روزہ توڑنے والے لوگ، ان تمام لوگوں کے بارے میں صحیح احادیث کے اندر یہ وعید آئی ہے کہ انہیں قبر کا عذاب دیا جائے گا، جب کہ منافقوں کے اندر یہ برائیاں زیادہ پائی جاتی ہیں۔

**اخروی سزا:** صحیح احادیث کے اندر آیا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی، تمام لوگ میدان حشر میں فیصلہ کا انتظار کر رہے ہوں گے، پھر کافروں کے بارے میں یہ حکم ہوگا کہ انہیں جہنم رسید کر دیا جائے، اس کے بعد میدان حشر میں مومن، منافق اور بچے کھچے اہل کتاب رہ جائیں گے، پھر اللہ کی پنڈلی کھل جائے گی، اور جو شخص دنیا میں اپنے دل سے بغیر جبر اور خوف یا ریاکاری کے اللہ کو سجدہ کرتا رہا ہوگا، اس کو وہاں سجدہ میسر ہوگا اور جو شخص دنیا میں تلوار کے ڈر سے یا لوگوں کو دکھلانے کے لئے اللہ کو سجدہ کرتا تھا اس کی پیٹھ کو اللہ تعالی ایک تختہ بنا دے گا۔جب وہ سجدہ کرنا چاہے گا تو چت گر پڑے گا"۔

حساب وکتاب کے وقت اللہ تعالی منافق کو بلائے گا اور اپنی نعمتوں سے اسے روشناس کرائے گا، اس کے بعد منافق کہے گا: اے پروردگار میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر اور تیرے رسول

پر اور میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ دیا اور اسی طرح اپنی تعریف کرے گا، جہاں تک اس سے ہو سکے گا۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا: اب ہم تیرے اوپر گواہ کھڑا کرتے ہیں۔

وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ کون میرے خلاف گواہی دے گا، پھر اس کے منہ پر مہر لگ جائے گی، اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ بول پڑو۔

اس کی ران، گوشت اور ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گے، یہ گواہی اس لئے ہو گی تا کہ اس کا عذر باقی نہ رہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "یہ شخص منافق یعنی جھوٹا مسلمان ہو گا اور اسی پر اللہ تعالی غصہ کرے گا"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب جہنم کے اوپر پل صراط نصب کر دیا جائے گا اور اسے عبور کرنے کا حکم صادر ہو گا، تو حشر کے میدان میں انسان کو اس کے اعمال کے بقدر نور دیا جائے گا، اس وقت بطور فتنہ وآزمائش منافقوں کو بھی نور سے نوازا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے تو ان کا نور کافور ہو جائے گا اور مومنوں کا نور مکمل روشن ہو گا، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَوْمَ تَرَى ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَٰنِهِم بُشْرَىٰكُمُ ٱلْيَوْمَ جَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتُ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱنظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ٱرْجِعُوا۟ وَرَآءَكُمْ فَٱلْتَمِسُوا۟ نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُۥ بَابٌۢ بَاطِنُهُۥ فِيهِ ٱلرَّحْمَةُ وَظَٰهِرُهُۥ مِن قِبَلِهِ ٱلْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَٱرْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ ٱلْأَمَانِىُّ حَتَّىٰ جَآءَ أَمْرُ ٱللَّهِ وَغَرَّكُم بِٱللَّهِ ٱلْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَٱلْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ مَأْوَىٰكُمُ ٱلنَّارُ ۖ هِىَ مَوْلَىٰكُمْ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٥﴾﴾ [سورۃ الحدید: ١٢-١٥].

ترجمہ: قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا آج تمہیں ان جنتوں کی خوش خبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ اس دن منافق مرد و عورت ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔ پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہو گا۔ اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا۔ یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں رکھا۔ الغرض آج تم سے نہ فدیہ اور بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

رہی بات جہنم کے عذاب کی تو وہ جہنم میں نہایت ہی دردناک، ذلت آمیز عذاب اور مسلسل ہولناکی میں ہوں گے، اللہ نے ان کے لئے جہنم کا سب سے نچلا طبقہ مقرر کر رکھا ہے، وہ ان جہنمیوں میں سے ہوں گے جنہیں سخت ترین عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ فِي ٱلدَّرۡكِ ٱلۡأَسۡفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيرًا ١٤٥﴾ [سورۃ النساء: ۱۴۵].

ترجمہ: منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔

باطن میں کفر چھپائے رکھنے اور کافروں کو دوست بنانے کے سبب انہیں جہنم میں کافروں کے ساتھ ہی جمع کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ جَامِعُ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ وَٱلۡكَٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ١٤٠﴾ [سورۃ النساء:۱۴۰].

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

نیز فرمان الہی ہے: ﴿وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ وَٱلۡمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ هِيَ حَسۡبُهُمۡۚ وَلَعَنَهُمُ ٱللَّهُۖ وَلَهُمۡ عَذَابٞ مُّقِيمٞ ٦٨﴾ [سورۃ التوبۃ:٦٨].

ترجمہ: اللہ تعالی ان منافق مردوں، عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے، اور ان ہی کے لئے دائمی عذاب ہے۔

**بارہواں درس:**

## نواقضِ اسلام

جب ہم نے یہ جان لیا کہ بندہ اسی وقت مسلمان ہو سکتا ہے جب وہ شہادتین کا اقرار کرے، پہلے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد توحید پر قائم رہے اور رسول کی پیروی کرے، اس طرح وہ مسلمان قرار پائے گا۔ ہم نے یہ بھی جان لیا کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام عبادتوں کو ایک اللہ کے لئے خالص کیا جائے، نیز یہ بھی واقفیت حاصل کی کہ بندگی کی بنیاد محبت، تعظیم اور پیروی پر ہے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے محبت رکھی جائے، آپ کی تصدیق اور اطاعت و تابعداری کی جائے۔

جب ہم یہ سب کچھ جان چکے ہیں تو یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جن کے ارتکاب سے شہادتین میں خلل واقع ہوتا ہے اور انسان دین اسلام سے خارج اور اللہ و رسول کا منکر ٹھہرتا ہے، خواہ نماز و روزہ کا پابند اور بزعم خویش مسلمان ہونے کا دعویدار ہی کیوں نہ ہو۔

جان رکھئے کہ جس انسان کے اندر سے درج ذیل امور میں سے کوئی ایک امر مفقود ہو جائے، اس کے اندر سے اسلام بھی کافور ہو جاتا ہے: (تمام تر عبادتوں کو اللہ عزیز و برتر کے لئے خالص رکھنا، اللہ سے محبت رکھنا، اس کی تعظیم بجالانا، رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا اور آپ کی تصدیق و تابعداری کرنا)۔

جس انسان کے اندر سے یہ تمام امور بالکلیہ ہی کافور اور مفقود ہو جائیں، بایں طور کہ وہ شہادتین کے تقاضوں پر عمل کرنا سرے سے ہی چھوڑ دے تو وہ حقیقی کافر قرار پاتا ہے، اگر وہ اسلام کا مظاہرہ بھی کرے تو بھی منافق ٹھہرتا ہے۔

تاہم جو انسان شہادتین کے تقاضوں پر عمل پیرا تو ہو لیکن اس کے اندر سے مذکورہ امور میں سے کوئی ایک امر مفقود ہو جائے تو وہ ارتداد کا مرتکب قرار پاتا ہے۔

ارتداد ہر اس عمل سے لازم آتا ہے جس سے شہادت لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی نفی لازم آتی ہو خواہ وہ قولی عمل ہو یا فعلی یا اعتقادی۔

ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والے نواقض (اسلام کے منافی اعمال) کی بے شمار شکل وصورت ہے، تاہم ان کے چند جامع اصول حسب ذیل ہیں:

پہلا ناقض (منافی اسلام عمل): الحاد، جس کا مطلب ہے وجود باری تعالی کا انکار کرنا۔

اس کی شکل یہ ہے کہ:

تخلیق کی نسبت فطرت (نیچر) کی طرف کی جائے۔

کائنات کی ازلیت کا عقیدہ رکھا جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض مخلوقات ایسی بھی ہیں جن کی عالم ازل میں کوئی ابتدا نہیں ہے۔

دوسرا ناقض (منافی اسلام عمل): شرک اکبر، اس کا مطلب ہے کہ اللہ عزیز وبرتر کی شان میں کسی کو شریک بنایا جائے، اس کی مختلف قسمیں ہیں:

**پہلی قسم:** عبادت میں شرک کرنا، اس سے مراد یہ ہے کہ کسی طرح کی عبادت کو غیر اللہ کے لئے انجام دینا، جیسے پکارنا، جانور ذبح کرنا، نذر ونیاز چڑھانا، مدد طلب کرنا، یا پناہ مانگنا وغیرہ۔ اس کی درج ذیل شکلیں ہیں:

۱- جو بتوں کے پجاری اور انبیاء وصالحین کی پرستش کرنے والے انجام دیتے ہیں، وہ یہ کہ اللہ کے سوا انہیں پکارتے ہیں، ان سے شفاعت طلب کرتے ہیں، حاجت برآری، مشکل کشائی اور منفعت کی حصولیابی کی دعائیں ان سے کرتے ہیں، جو شخص ایسا کرتا ہے وہ مشرک اور کافر ہے، خواہ وہ اس زعم میں ہی کیوں نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے، اور چاہے لا الہ الا اللہ کا زبان سے اقرار بھی کیوں نہ کرتا

ہو، نماز، صدقہ ، روزہ، حج اور خیر کے کام بھی کیوں نہ انجام دیتاہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ شرک اکبر تمام اعمال کو غارت کر دیتاہے اور وہ دین اسلام کے منافی ہے۔

۲-وہ سارے خرافات جو جادو گر انجام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ان کے پاس آکر غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے اور شیطانوں سے مدد طلب کرتے ہیں، یہ بھی عبادت میں شرک کرنے کے مظاہر ہیں۔

**دوسری قسم:** ربوبیت میں شرک کرنا، اس کی درج ذیل شکلیں ہیں:

۱- بعض مشرکوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے معبودوں اور پیروں کو کائنات میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے، وہ غیب سے آشناہیں، وہ بارش برساتے ہیں، رزق کی ملکیت رکھتے ہیں، بیماروں کو شفادیتے ہیں، اولاد، بیوی اور مال و دولت سے نوازتے ہیں، آفت و مصیبت کو دور کرتے، حاجت روائی کرتے اور پکار سنتے ہیں۔

۲- مجوسیوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ کائنات کے دو خالق ہیں: نور اور ظلمت۔

۳- بعض غالی صوفیاء اور شیعہ کا یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے چند پیروں کو غیب کا علم ہے، انہیں کائنات میں تصرف کی قدرت حاصل ہے اور یہ کہ وہ پکار کو سنتے اور حاجت روائی کرتے ہیں۔

ربوبیت میں شرک کی مثال یہ بھی ہے کہ: اللہ کے نازل کردہ حکم کو چھوڑ کر خود ساختہ قوانین کو فیصل بنایا جائے، جس نے حکم الٰہی کے سوا کسی اور نظام کو فیصل اور دستور بنایا وہ طاغوت ہے گویا اس نے اللہ کے فیصلے میں خود کو اس کا شریک بنایا۔

**تیسری قسم:** اطاعت میں شرک کرنا، اس کا مطلب ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانے میں پیروں کی پیروی کی جائے، جیسا کہ طاغوت کے پرستار کرتے ہیں کہ جب ان کے یہ معبودان باطلہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہراتے ہیں تو یہ بھی ان کے نقش پا پر چل پڑتے ہیں۔

**اس کی درج ذیل شکلیں ہیں:**

۱- معبودان باطلہ کو فیصل بنانا، جس نے اپنے ارادہ اور اختیار سے انہیں اپنا فیصل بنایا وہ کافر ہے مومن نہیں، اللہ کا یہ فرمان اس کی دلیل ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا۟ أَن يَكْفُرُوا۟ بِهِۦ وَيُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾﴾ [سورۃ النساء:٦٠].

ترجمہ: کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعوی تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے۔

تاہم جو انسان ایک ایسے ملک میں مقیم ہو جہاں حکم الہی کے مطابق فیصلے نہ ہوتے ہوں، لیکن اسے ظلم سے بچنے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے ایسے قانون کا سہارا لینا پڑے جس کے ذریعہ ظلم سے گلوخلاصی اور حق کی بازیابی ممکن ہو تو اس عمل کی وجہ سے وہ کافر نہیں ہو گا، کیوں کہ نبی ﷺ نے جب صحابہ کرام کو پہلی ہجرت حبشہ کی اجازت دی تو ان سے فرمایا: "بالیقین حبشہ پر ایسے بادشاہ کی حکمرانی ہے جو اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ کسی پر ظلم ہو، اس لئے اس کے ملک میں جاکر بس جاؤ تا آنکہ اللہ تعالی تمہارے لئے موجودہ تنگی سے نجات کی کوئی راہ نکال دے"۔ اسے امام بیہقی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

نجاشی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، لیکن اس کے باوجود اگر ان مسلمانوں پر کوئی ظلم ہوتا اور وہ ان سے انصاف طلب کرتے تو وہ ان کے حق میں منصفانہ فیصلہ کرتا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ انصاف پسند ہے، اور ظلم کو گوارا نہیں کرتا، اس کو فیصل بنانا جائز ہے، جیسا کہ بعض ممالک میں اس کے مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مسلمان کو اگر ایسی اضطراری ضرورت درپیش ہو کہ اس کے فوت ہو جانے سے اسے نقصان کا سامنا کرنا پڑے، لیکن وہ حقیقی معنوں میں غیر اللہ کو فیصل اور حاکم بنانے کا عقیدہ نہیں رکھتا ہو تو ایسی صوت میں غیر اللہ کو فیصل بنانے سے وہ کافر نہیں ہو گا۔

رہی بات ایسی فیصلہ طلبی کی جس کے اندر غیر اللہ کی بندگی کی جاتی ہو، اس کے نام پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہوں، کاہنوں سے علم غیب دریافت کیا جاتا ہو جیسا کہ کچھ صنم پرست لوگ کرتے ہیں، تو ایسا کرنا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے۔

۳-ایسے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے میں علماء سوء اور سرکش حاکموں کی اطاعت کرنا جس کی حرمت وحلت شریعت میں واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے۔

شرک کی شکلیں اور اس کے نمونے بہت زیادہ ہیں، لیکن وہ تمام شکلیں مذکورہ تینوں اقسام کی طرف ہی لوٹتی ہیں۔

**تیسرا ناقض (منافی اسلام عمل):** اللہ کی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات کے جو خصائص ہیں، ان میں سے کسی خصوصیت کا دعوی اپنی ذات کے لئے کرنا۔

اس کی درج ذیل شکلیں ہیں:

۱-کچھ معبودان باطلہ کا اپنی عبادت کی طرف لوگوں کو بلانا۔

۲-علم غیب کا دعوی کرنا۔

۳-مردوں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھنے کا دعوی کرنا۔

**چوتھا ناقض (منافی اسلام عمل):** نبوت کا دعوی کرنا۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبوت کا دعوی کرنا کفر ہے۔

اس کی ایک شکل یہ ہے کہ: قرآن کے ہم مثل کلام پیش کرنے کا دعوی کرنا اور یہ چیلنج کرنا کہ اللہ نے رسولوں پر جیسا کلام نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی نازل کر سکتا ہوں، اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ﴾ [سورۃ الأنعام:۹۳].

ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں۔

**پانچواں ناقض (منافی اسلام عمل):** اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنا۔

اس پر علماء کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ اور رسول کو جھٹلایا وہ کافر ہے، مسلمان نہیں۔

اس ناقض (منافی اسلام عمل) کی شکلیں درج ذیل ہیں:

۱- دین اسلام کے مشہور ومعروف ارکان وعبادات کا انکار کرنا، جیسے نماز اور زکاۃ کی فرضیت، سود، زنا اور خنزیر کی حرمت کا انکار کرنا۔

۲- اللہ تعالی کے کسی نام یا صفت کا انکار کرنا، جب کہ اس کی وجہ نہ تو ایسی جہالت ہو جس کی بنیاد پر انسان معذور ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی قابل قبول تاویل ہو۔

۳- قرآن کریم کے کسی حصہ کا انکار کرنا۔

۴- قرآن کریم میں تحریف اور اس کی آیتوں کے درمیان باہمی تناقض اور ٹکراؤ واقع ہونے کا دعوی کرنا۔

۵- سنت نبویہ کا انکار کرنا۔

۶- بعث بعد الموت اور جزا وسزا کا انکار کرنا۔

۷- ایسے لوگوں کو کافر نہیں ماننا جو دین اسلام پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، جیسے یہود ونصاری، مجوسی، ملحدین اور صنم پرست۔

۸- یہ عقیدہ رکھنا کہ انسان کے لئے محمد ﷺ کی شریعت سے دستبردار ہونے کی گنجائش موجود ہے جیسا کہ حضرت خضر کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے دستبردار ہونے کی گنجائش تھی۔

۹- ایسی حرام چیز کو حلال ٹھہرانا جس کی حرمت صحیح دلیل کی رو سے ثابت ہے، نیز اس کے پاس اس تعلق سے کوئی شبہ اور تاویل بھی نہ ہو۔

۱۰- نبوت کے جھوٹے دعویدار کی تصدیق کرنا۔

۱۱- یہ دعویٰ کرنا کہ نبی ﷺ کی نبوت عربوں کے لئے خاص تھی۔

۱۲- یہ دعویٰ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی نیک بزرگ اور پیر وغیرہ کو پکارا جائے۔

۱۳- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ تہمت لگانا جس سے اللہ نے ان کی برائت فرمائی ہے، اسی طرح دیگر تمام امہات المؤمنین پر بھی تہمت باندھنے کا یہی حکم ہے۔

ہر وہ قول و عمل جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہو وہ نواقض اسلام میں شمار ہوگا، تاہم یہ تفریق بھی ضروری ہے کہ جس خبر کی تکذیب کی جارہی ہو اس کی بنیاد کسی معلوم دلیل پر ہو، یا جھٹلانے والا دلیل سے ناآشنا ہو، یا دلیل کی صحت میں اس کو شک ہو، یا تکذیب کرنے والے کے پاس اس خبر کی ایسی تاویل موجود ہو جو اسے تکذیب کے حکم سے مبرا کردیتی ہو (تو اس کا حکم وہ نہیں ہوگا جو) ایسی چیز کی تکذیب کا ہوگا جو ثابت ہے اور اس کا معنی بھی مشہور و معروف ہے، آخر الذکر صورت بغیر کسی اختلاف کے اہل علم کے نزدیک ناقض اسلام (منافی اسلام) ہے۔ لیکن اس سے قبل کی جتنی بھی صورتیں ہیں، ان میں جھٹلانے والے پر اس وقت تک کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا جب تک کہ اس پر حجت نہ قائم کردی جائے اور اس خبر کی صحت اور اس کے معنی کی درستگی اس پر آشکارنہ ہوجائے۔

**چھٹا ناقض (منافی اسلام عمل): شک**

شک اس تصدیق کے منافی ہے جو واجب ہے، جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی دی گئی خبر میں شک کرے وہ کافر ہے مومن نہیں۔

تکذیب اور شک اس تصدیق کے منافی ہیں جو ہمارے اوپر واجب ہے۔

اس ناقض (منافی اسلام عمل) کی شکلیں حسب ذیل ہیں:

۱-ایسے شخص کے کفر میں شک کرنا جو نہ تو دین اسلام پر قائم ہو اور نہ اس پر ایمان رکھتا ہو۔

۲-بعث بعد الموت کے سلسلے میں شک کرنا۔

۳-قرآن کریم کے ثبوت اور ہر قسم کی تحریف و تاویل سے اس کے محفوظ ہونے میں شک کرنا۔

**ساتواں ناقض (منافی اسلام عمل):** اللہ اور رسول اور دین سے بغض و نفرت رکھنا:

بغض و نفرت اس محبت کے منافی ہے جو واجب ہے، چنانچہ جس نے اللہ و رسول اور دین سے بغض و نفرت کی وہ کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔

اس حکم میں درج ذیل مظاہر بھی شامل ہیں:

۱-اللہ و رسول اور دین اسلام کے خلاف دشنام طرازی کرنا، اللہ کی ذات اقدس اور نبی ﷺ کے مقام نبوت کی تنقیص کرنا۔

۲-صحابہ کرام سے بغض رکھنا، عمومی طور پر تمام صحابہ کرام کے حق میں زبان طعن دراز کرنا اوران کی تکفیر کرنا، بر خلاف اس شخص کے جو کسی شبہ کی بنیاد پر صحابہ کی ایک خاص جماعت کے خلاف زبان درازی کرے، ایسا شخص فعلِ حرام کا مرتکب تو ضرور قرار پائے گا لیکن اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

۳-دین کے ائمہ، صحیح احادیث کے رواۃ اور بالعموم تمام حاملین شریعت سے نفرت رکھنا اور ان کی تکذیب کرنا۔

**آٹھواں ناقض (منافی اسلام عمل):** اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑانا کفر ہے کیوں کہ یہ اس محبت اور تعظیم کے منافی ہے جو واجب ہیں۔

اس کی شکل یہ ہے کہ:

۱- قرآن کریم کی بے حرمتی کی جائے۔

۲- اسلام کے کسی شعار کی تحقیر کی جائے۔

**نواں ناقض (منافی اسلام عمل):** مومنوں سے پہلو تہی کر کے کافروں سے دوستی رچائی جائے، اس کے اندر دو چیزیں شامل ہیں:

۱- ان کے دین کے معاملے میں ان سے محبت رکھی جائے، ان کے دین کے سلسلے میں اپنی موافقت اور رضامندی ظاہر کی جائے۔

۲- مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کی جائے۔

اس کی مندرجہ ذیل شکلیں ہیں:

۱- کافروں کے مفاد کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرنا۔

۲- کافروں کی کفریہ عیدوں میں ان کے شرکیہ اعمال پر رضامندی ظاہر کرتے ہوئے انہیں مبارک بادی دینا، لیکن جو شخص ان کی محفل میں اس غرض سے شریک ہو کہ ان کے ساتھ کھانا کھائے، ان کے فسق وفجور اور رقص وموسیقی جیسے محرمات سے لطف اندوز ہو، تاہم اس کا دل کفر وشرک کا منکر ہو، تو ایسا شخص تباہی کے دہانے پر ہے، خدشہ ہے کہ اگر کافروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا تو اسے بھی اپنے شکنجے میں دبوچ لے گا۔

۳- ایسا عبادت خانہ تعمیر کرنا جس میں غیر اللہ کی عبادت کی جائے، یا اس طرح کی عمارت کی تعمیر میں مدد کرنا، جیسے کنائس اور گرجاگھروں، مزاروں اور قبروں کی تعمیر جہاں غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے۔

۴- علماء و دعاۃ جیسے حاملین شریعت کی مخالفت کرنا اور اسلامی دعوت کو روکنے کی غرض سے ان پر تنگی پیدا کرنا۔

۵- مسلمانوں کو کمزور کرنے کی کوشش کرنا اور کافروں کو مسلمانوں پر تسلط اور غلبہ دینا۔

**دسواں ناقض (منافی اسلام عمل):** اعراض اور انحراف برتنا:

جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت سے اعراض برتے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، کیوں کہ وہ دین الہی کا پابند اور پیروکار نہیں، وہ نہ تو واجبات پر عمل کرتا ہے اور نہ ہی محرمات سے اجتناب کرتا ہے، وہ صرف خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے۔

اس ناقض (منافی اسلام عمل) کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱- یہ رائے رکھے کہ نہ تو اللہ اور رسول کی اطاعت اس پر لازم ہے اور نہ ہی اللہ اور رسول ﷺ کے احکام و فرامین کی پاسداری اس پر واجب ہے۔

۲- کلی طور پر اللہ اور رسول کے حکم سے اعراض برتے، چنانچہ نہ تو دین کا فہم حاصل کرے اور نہ واجبات سے متعلق سوال کرے جن پر عمل کرنا اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے واجب ہے، نیز اوامر پر عمل پیرا نہ ہو اور نہ ہی اللہ و رسول کی اطاعت کی خاطر محرمات سے اجتناب کرے۔

لیکن وہ انسان جو اللہ و رسول کی اطاعت پر قائم ہو اور ان اوامر پر بھی عمل پیرا ہو جن سے انسان کا اسلام باقی رہتا ہے، تاہم کچھ معاصی کا بھی شکار ہو جاتا ہو تو ایسا انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں ہو گا۔

اس ناقض (منافی اسلام عمل) کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ نماز کو ترک کرے جو کہ دین کا ستون ہے، جب بندہ اسے کلی طور پر ترک کر دیتا ہے تو وہ دین الہی سے اعراض کرنے والا شمار کیا جاتا ہے، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ دیگر واجبات کو بدرجہ اولی ضائع کر سکتا ہے"۔

**فصل:** یہ وہ نواقض اسلام ہیں جو پورے طور پر شہادتین کے منافی ہیں، جو انسان اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب کر بیٹھے، اس حال میں کہ وہ عاقل وبالغ ہو اور اس کے پاس کوئی شبہ نہ ہو جس کی وجہ سے وہ معذور سمجھا جائے تو وہ کافر اور مرتد شمار کیا جائے گا، اگر اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہے گا، اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢١٧﴾﴾ [سورة البقرة:٢١٧].

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے، یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

وہ شخص جو اپنے باطن میں ان تمام نواقض یا ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب کرے لیکن بظاہر اسلام کی نمائش کرے تو وہ نفاق اکبر کا مرتکب قرار پائے گا، ہم اس کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کی طرح برتاؤ کریں گے، اور اس کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیں گے، تا آنکہ وہ کفر کا مظاہرہ کرنے لگے۔

**فصل: نواقض کے دو درجات ہیں:**

**پہلا درجہ:** واضح کفر، اس سے مراد وہ کفر ہے جس کے مرتکب کے کافر ہونے میں کوئی شبہ اور التباس نہ ہو، اور جہالت ولاعلمی، تاویل یا اکراہ جیسا کوئی عذر بھی نہ ہو، جس کی وجہ سے وہ معذور سمجھا جائے، مثال کے طور پر وہ شخص جو دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی نسبت رکھتا ہو، اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کرتا ہو، اللہ اور رسول کے بارے میں زبان طعن دراز کرتا ہو، دین کا

مذاق اڑاتا ہو، قرآن یا سنت یا دین کے کسی مشہور حصہ کا منکر ہو جب کہ اس کی حالت سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اس سے آشنا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ حکم لگایا جائے گا کہ وہ کافر اور جہنمی ہیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسی حالت میں ان کی موت بھی ہوئی ہو، اللہ فرماتا ہے:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ ﴾ [سورة التوبة:۱۱۳].

ترجمہ: پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اور اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

**دوسرا درجہ: وہ کفر جو واضح نہ ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:**

**پہلی قسم:** وہ کفر جس کے بارے میں یہ احتمال موجود ہو کہ اس کا مرتکب زور زبردستی کئے جانے، یا عقل ماؤوف ہو جانے، یا شبہ، یا تاویل یا لا علمی جیسے اعذار کی وجہ سے معذور ہو سکتا ہے، ایسے شخص پر حجت قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور وہ دلیل کو سمجھ لے اور حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنے کفر پر مصر رہے تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، لیکن اگر اس کا شبہ باقی رہے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے ائمہ چند ایسے گمراہ فرقوں پر کفر کا حکم لگانے سے باز رہے ہیں جو تاویل کی وجہ سے بعض اسماء وصفات کا انکار کرتے رہے ہیں، جب کہ ائمہ نے ان پر بدعتی اور فاسق ہونے کا حکم ضرور لگایا ہے، اور یہ بیان فرمایا ہے کہ ان کا یہ شبہ ان کی مخالفت کرنے سے تو نہیں روکتا لیکن ان پر کفر کا حکم لگانے سے ضرور روکتا ہے۔

اس قسم کے لوگوں کا حکم یہ ہو گا کہ ان کا عمل کفریہ ہے، لیکن ان میں سے کسی شخص معین کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ تکفیر کے شروط پورے نہ ہو جائیں اور ہر قسم کے موانع ختم نہ ہو جائیں۔

**دوسری قسم:** کوئی ناقض اسلام (منافی اسلام عمل) مختلف فیہ ہو، اور صاحب معاملہ کی نظر میں وہ ناقض مشتبہ ہو اور ترجیح کی شکل نہ پیدا ہو پا رہی ہو۔

بعض نواقض اسلام کے بارے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱- نماز کی فرضیت کا انکار کئے بغیر اور اس کی ادائگی سے تکبر کا مظاہرہ کئے بنا ہی سستی و کاہلی میں نماز ترک کرنا۔

صحیح موقف یہ ہے کہ نماز کو بالکلیہ ترک کرنے والا کافر ہوتا ہے، لیکن جو شخص کبھی نماز پڑھے اور کبھی ترک کردے تو وہ فاسق ہے، جسے فرائض کی کوتاہی پر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، لیکن اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

یہی قول دو قولوں کے درمیان متوسط درجے کا قول ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ نماز چھوڑنے سے کافر نہیں ہوتا ہے، خواہ بالکلیہ ہی کیوں نہ چھوڑ دے۔

۲-جادو: علماء کا اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جو شخص جادو سیکھے اور سکھائے اور جادو کرے وہ کافر ہوتا ہے یا نہیں، اس سلسلے میں صحیح رائے یہ ہے کہ جادو اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب اس میں شرک اکبر اور کفر کی آمیزش ہو جیسے شیطانوں سے مدد طلب کرنا، ان کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا، اللہ نے جس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اس کی تحقیر کرنا، اہل علم کے نزدیک کوئی اختلاف نہیں کہ ایسا کرنے والا کافر ہے۔

کچھ اہل علم ایسے بھی ہیں جو پوشیدہ حیلوں اور نگاہ کے دھوکا کو بھی جادو شمار کرتے ہیں، جب کہ کچھ ایسے بھی علماء ہیں جو کہ انسانی عقل اور اس کے ہوش و حواس کو متاثر کرنے والی جڑی بوٹیاں کھلا کر اس کے ساتھ حیلہ بازی کرنے کو بھی جادو مانتے ہیں، اسی وجہ سے وہ جب تک جادو کی تفصیلات دریافت نہیں کر لیتے تب تک کسی جادوگر کو مطلقا کافر نہیں قرار دیتے، اگر اس کے جادو میں شیطان سے مدد طلبی اور ان کے تقرب کا حصول شامل ہوتا تو اس پر کفر کا حکم لگاتے، لیکن جب

اس کے جادو میں یہ عناصر موجود نہ ہوتے تو اس کو بطور تعزیر سزا دینے کا حکم دیتے تا کہ وہ اپنے اس عمل سے باز آجائے لیکن اس پر کفر کا حکم نہیں لگاتے۔

۳-زکاۃ، روزہ اور حج کو ترک کرنا: بعض علماء کا یہ موقف ہے کہ ان فرائض کو ترک کرنا کفر ہے، گرچہ ترک کرنے والا ان کے وجوب کا منکر نہ ہو، لیکن صحیح موقف یہ ہے کہ ان فرائض کے ترک کرنے والے پر اسی وقت کفر کا حکم نافذ ہو گا جب وہ ان کی فرضیت کا بھی منکر ہو، ایسی صورت میں اس پر کفر کا حکم اس لئے لگے گا کہ اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی تکذیب کی۔

**فصل:** ملت سے خارج کرنے والے چند اعمال ایسے بھی ہیں جن کے اندر ایک سے زائد نواقض اسلام شامل ہوتے ہیں، اس وجہ سے وہ اعمال مختلف ناحیے سے کفر قرار پاتے ہیں:

اس کی مثال: جو شخص اللہ کے نازل کردہ نظام اور قانون کے علاوہ کسی اور نظام اور قانون کو فیصل بنائے اور اسے جائز سمجھے، ساتھ ہی غیر اللہ کے نظام اور قانون کو اللہ کے نظام اور حکم پر فوقیت دے۔ ایسا کرنے والا مختلف ناحیے سے کافر قرار پاتا ہے:

اس لئے وہ کافر ہوتا ہے کہ اس نے قانون الٰہی کے علاوہ کسی اور قانون کو فیصل بنایا اور اللہ کی حکومت اور فیصلہ میں خود کو شریک ٹھہرایا۔

وہ اس لئے بھی کافر قرار پاتا ہے کہ اس نے ایسی حرام چیز کو جائز سمجھا جس کی حرمت اسلام کے معروف ترین مبادی میں شامل ہے۔

اس کے کفر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے غیر اللہ کے فیصلہ اور قانون کو اللہ کے فیصلہ اور قانون پر ترجیح دے کر اللہ اور رسول اللہ کی تکذیب کی۔

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بعض کفار اور مرتدین ایسے بھی ہیں جو ایک ساتھ مختلف قسم کے نواقض کا شکار رہتے ہیں، ان میں سے کچھ لوگ شرک اکبر، اللہ و رسول کی تکذیب، دین اسلام سے بغض و نفرت اور کافروں سے دوستی و موالات جیسے نواقض اسلام کا بیک وقت مرتکب ہوتے

ہیں، بندہ جوں جوں ان نواقض کا شکار ہوتا ہے، اسی کے بقدر اس کا کفر بھی سنگین اور عذاب شدید ہوتا جاتا ہے، لیکن دین اسلام سے خارج ہونے کے معاملے میں ان تمام نواقض کے مرتکبین برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

**فصل: کفر کی دو قسمیں ہیں، ظاہری کفر اور باطنی کفر:**

**ظاہری کفر سے مراد:** بندہ کے وہ کفریہ اعمال ہیں جو نہایت واضح اور نمایاں ہوں، چنانچہ اس کے ظاہری اعمال کی بنیاد پر اسے کافر قرار دیا جائے گا۔

**باطنی کفر سے مراد:** بندہ کی وہ حالت و کیفیت ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہوتی ہے، چنانچہ بسا اوقات انسان اپنے باطن میں ناقض اسلام (منافی اسلام عمل) کا مرتکب ہونے کی وجہ سے کافر کے حکم میں ہوتا ہے، لیکن لوگوں کی نگاہوں میں وہ اسلام کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے، ایسی صورت میں وہ منافق قرار پاتا ہے جس کے ساتھ بظاہر مسلمانوں جیسا برتاؤ کیا جائے گا، لیکن آخرت میں وہ کافروں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہوگا۔

جب کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بظاہر اسلام سے خارج کر دینے والے ناقض (اسلام منافی عمل) کا مرتکب ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ عقل ماؤوف ہو جانے یا لاعلمی کا شکار ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں، مثلاً وہ انسان جو مسلم ہو اور اس کی زبان پر بعض کفریہ باتیں جاری ہو جاتی ہوں جن کا وہ عادی رہا ہے، لیکن ان باتوں کا وہ عقیدہ نہیں رکھتا ہو، ایسے انسان پر بسا اوقات بظاہر تو کفر کا حکم لگتا ہے لیکن وہ حقیقت میں معذور ہوتا ہے۔

قیامت کے دن انسان کو ایمان و کفر کے اسی حال میں اٹھایا جائے گا جس حال میں اس کی وفات ہوئی ہوگی۔

کفر کا حکم در اصل علماء اور اولیاء الامر ہی لگا سکتے ہیں، لیکن کبھی کبھار ضرورت اور تقاضے کے مطابق دوسرے حضرات کو بھی اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

اس بات سے باخبر اور ہوشیار کرنا ضروری ہے کہ ایسے شخص پر کفر کا حکم لگانے میں جلدی بازی نہ کی جائے جس کا کفر واضح نہ ہو، کیوں کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے: "جب آدمی اپنے بھائی کو کہتا ہے: اے کافر، تو ان میں سے کسی ایک سے یہ حکم ملحق ہو جاتا ہے، معاملہ اگر ویسا ہی جیسا اس نے کہا (تب تو ٹھیک ہے) ورنہ یہ حکم خود اس پر ہی لوٹ جاتا ہے"۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا یہ کہا کہ: اے اللہ کے دشمن، جب کہ حقیقت حال ایسی نہ ہو تو یہ حکم اس پر ہی لوٹ جاتا ہے"۔ متفق علیہ

یہ تنبیہ ایسے شخص کو کی گئی ہے جو زبان درازی کرتے ہوئے، جلد بازی میں، نا اہل ہونے کے باوجود اس طرح کا حکم صادر کرتا پھرے، لیکن عالم اگر ضرورت کے وقت اجتہاد کرکے حکم صادر کرے اور اس اجتہاد میں ان سے خطا سرزد ہو جائے اور وہ اپنے حکم میں خواہش پسندی اور لا پرواہی کے شکار نہ ہوں تو اس اجتہاد پر وہ اجر کے مستحق ہوں گے اور ان کی غلطی اللہ کے نزدیک قابل معافی ہو گی۔

**فصل:** اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے: "جو شخص (اسلام لانے کے بعد) اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

جس شخص کی وفات حالت ارتداد میں ہو جائے اسے نہ تو غسل دیا جائے گا، نہ ہی کفن پہنایا جائے گا، نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ اسے مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے گا، نہ اس کے مال کا میراث لیا جائے گا اور نہ ہی اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعا کی جائے گی۔

رہی بات مرنے سے پہلے اسے توبہ کروانے کی تو یہ امام وقت کے صواب دید پر موقوف ہے، اگر انہیں یہ توقع ہو کہ وہ واپس اسلام میں داخل ہو سکتا ہے، یا وہ کسی شبہ کا شکار ہو جس کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہو تو امام کو یہ اجازت ہو گی کہ اسے تین دن کی مہلت دیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہونے کی عرضی پیش کریں، اگر اس نے عرضی قبول کرتے ہوئے توبہ کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ اسے ارتداد کی پاداش میں قتل کر دیا جائے گا۔

اگر امام کو یہ لگے کہ فوراً اس کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ہی مسلمانوں کی مصلحت ہے، بایں طور کہ وہ مرتد ہونے کے بعد مسلمانوں کو شدید اذیت پہنچا رہا ہو یا ان کی جاسوسی کر رہا ہو، یا اس کو مہلت دینے میں یہ خدشہ محسوس ہوتا ہو کہ وہ مسلمانوں کو فتنہ اور نقصان میں ڈالنے کا سبب ہو سکتا ہے، تو ایسی صورت حال میں اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ نہ کر لے تو گرفتاری کے بعد اسے فوراً ہی قتل کر دیا جائے گا۔

اے اللہ! ہمیں مسلمان بنا کر زندہ رکھ اور حالت اسلام میں ہی موت دے، ہمیں صالح اور نیک لوگوں سے ملا دے، ہمیں دنیا اور آخرت کی رسوائی سے نجات بخش۔ اے ہمارے پروردگار! یقیناً تو بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

# فہرست


| موضوع | صفحہ |
|---|---|
| مقدمہ | ۵ |
| شہادتین کا معنی و مطلب | ۶ |
| **پہلا درس:** شہادت لا الہ الا اللہ کا معنی و مفہوم | ۸ |
| **دوسرا درس:** شہادت محمد رسول اللہ ﷺ کا معنی و مفہوم | ۱۸ |
| **تیسرا درس:** اللہ اور رسول کی اطاعت | ۲۶ |
| **چوتھا درس:** توحید کی فضیلت | ۳۳ |
| **پانچواں درس:** دین اسلام کا معنی و مفہوم | ۴۲ |
| **چھٹا درس:** عبادت کا معنی و مفہوم | ۵۲ |
| **ساتواں درس:** طاغوت (معبودان باطلہ) کا انکار | ۶۰ |
| **آٹھواں درس:** شرک اور اس کے اقسام | ۷۷ |
| **نواں درس:** نفاق سے ہوشیار رہیں (۱/۳) | ۸۸ |
| **دسواں درس:** نفاق سے ہوشیار رہیں (۲/۳) | ۱۰۰ |
| **گیارہواں درس:** نفاق سے ہوشیار رہیں (۳/۳) | ۱۱۰ |
| **بارہواں درس:** نواقض اسلام | ۱۱۹ |
| فہرست | ۱۳۶ |